اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

فیضانِ شیرِ ربانی رَحمۃُ اللہِ علیہ

درود شریف کی فضیلت

نبیِ کریم صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: جسے کوئی مشکل پیش آئے تو اسے چاہئے کہ وہ مجھ پر درودِ پاک کی کثرت کرے، کیونکہ درود پڑھنا مصیبتوں اور بلاؤں کو ٹالنے والا ہے۔ (القول البدیع، ص414، رقم:45)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ علٰی مُحَمَّد

قتل کا جھوٹا مقدمہ

منقول ہے کہ کسی شہر میں ایک عورت کا نوجوان بیٹا قتل کے جھوٹے مقدمے میں گرفتار ہو گیا اور قتل کے سارے ثبوت بھی اس کے خلاف ثابت ہوئے۔ دُکھیاری ماں اپنے لختِ جگر کی رہائی کیلئے جگہ جگہ انصاف کی بھیک مانگتی پھری مگر ہر جگہ اسے مایوسی اور ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک دن کسی نے مشورہ دیا کہ تم اپنی پریشانی کا حل چاہتی ہو تو شرقپور چلی جاؤ، وہاں ایک ولیِ کامل رہتے ہیں انہیں اپنی پریشانی بتانا اِنْ شَآءَ اللہ ان کی دعا کی برکت سے تمہارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ وہ غم کی ماری اپنی حاجت براری کیلئے شرقپور پہنچ گئی۔ شرقپور کے وہ بزرگ رَحمۃُ اللہِ علیہ چونکہ شرعی اصولوں کے پابند تھے اس لئے خواتین سے ملنا پسند نہیں کرتے تھے، مریدین نے یہ بات اس عورت کو بہت سمجھائی لیکن وہ بضد تھی کہ ملاقات کیے بغیر یہاں سے

نہیں جاؤں گی ۔ بزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ جب نماز کیلئے مسجد میں تشریف لائے تو وہ عورت ان کے سامنے آگئی اور اپنی پریشانی عرض کرنے لگی۔ بزرگ نے مسئلہ سن کر تسلی دیتے ہوئے فرمایا: ''بی بی آپ گھر چلی جائیں آپ کا بیٹا رِہا ہو جائے گا۔'' مگر وہ عورت پھر بھی نہیں گئی اور تعویذ کیلئے اصرار کرتی رہی تو بزرگ نے ایک تعویذ لکھ کر اسے دے دیا۔ عورت وہ تعویذ لے کر بزرگ کو دعائیں دیتی خوشی خوشی چلی گئی ۔جب عدالتی فیصلے کی مقررہ تاریخ آئی تو اس دن جج نے اس کے بیٹے کے خلاف فیصلہ سنا دیا۔ لیکن پھر کچھ ہی دیر بعد ملزم سے مخاطب ہو کر کہا: ''جاؤ ہم تمہیں بَری کرتے ہیں'' وہاں موجود سب لوگ یہ ماجرا دیکھ کر حیران تھے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سارے ثبوت ملزم کے خلاف ہونے کے باوجود اسے رہائی مل گئی۔ مگر وہ عورت دلی طور پر مطمئن تھی اور جانتی تھی کہ یہ سب شرقپور کی اس نیک ہستی کی دعا اور تعویذ کی برکت ہے۔ جب بزرگ کا دیا ہوا وہ تعویذ کھولا گیا تو لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس میں وہی الفاظ لکھے ہوئے تھے جو جج نے آخر میں کہے تھے۔ (منبع انوار، ص 43، ملخصاً)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللّٰہُ علٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! وہ ولیِ کامل جن کی نگاہِ فیض سے ایک دکھیاری ماں کی پریشانی دور ہوئی اور اس کے بیٹے کو جھوٹے مقدمے سے رہائی ملی وہ عارفِ کامل، عاشقِ الٰہی، فنافی الرَّسُول، شیر ربانی، حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ تھے۔

شرقپور کا تاریخی پس منظر

شرقپور تاریخی لحاظ سے بہت پُرانا شہر ہے۔کئی صدیوں پہلے ایک نیک

سیرت بُزرگ، حضرت حافظ محمد جمال رَحمۃُ اللہِ علیہ نے 808ھ مطابق 1406ء کو اس مقدس شہر کی بنیاد رکھی۔ اس شہر کو آباد کرنے میں کئی بزرگوں نے اپنا کردار ادا کیا جن میں سلطان اورنگ زیب عالمگیر کا نام بھی آتا ہے۔ یہ مبارک شہر حضرت شیرِ ربانی رَحمۃُ اللہِ علیہ سے پہلے بھی کثیر اولیاء و مشائخ کا مسکن رہا اور مدفن بنا ہے۔ اس کے علاوہ شرقپور شریف زمانۂ قدیم سے علوم و فنون اور تحقیق و ادب کا مرکز بھی ہے پہلے بھی اس شہر میں علم کے پیاسوں کو سیراب کرنے کیلئے دینی درس گاہیں قائم تھیں اور موجودہ دور میں بھی علم کی ترویج و اشاعت کا سلسلہ جاری ہے۔ فی زمانہ اس شہر کو آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ سے خاص نسبت کی وجہ سے جو عالمگیر شہرت حاصل ہے اس کا اندازہ اس واقعے سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے، چنانچہ

سجادہ نشین، آستانۂ عالیہ شیرِ ربانی شرقپور شریف حضرت میاں غلام احمد شرقپوری کے نام ان کے کسی خادم نے لندن سے ایک منی آرڈر بھیجا۔ اس پر ڈاکخانہ، تحصیل، ضلع، صوبہ اور ملک (پاکستان) کا نام تک لکھا ہوا نہیں تھا لیکن اس کے باوجود وہ منی آرڈر سجادہ نشین تک پہنچ گیا۔ منی آرڈر پر صرف یہ پتہ درج تھا: "سجادہ نشین درگاہ آستانہ عالیہ شرقپور شریف"۔ (چشمہ فیضِ شیر ربانی، ص45 تا52 ملتقطاً، ملخصاً)

ولادت سے پہلے بشارت

حضرت شیرِ ربانی، شیر محمد شرقپوری رَحمۃُ اللہِ علیہ کا شمار اللہ پاک کے ان اولیائے کرام میں ہوتا ہے جن کی ولایت کی شہرت ان کی ولادت سے پہلے ہی ہو جاتی ہے اور اللہ پاک اپنے اولیاء کے ذریعے ان نیک ہستیوں کی قدر و اہمیت

لوگوں کے دلوں میں بٹھا دیتا ہے۔ آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ کی ولادت کی بشارت سے متعلق چند بزرگوں کے ارشادات ملاحظہ کیجئے، چنانچہ

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رَحمۃُ اللہِ علَیہ کی ولادت سے کئی سال پہلے کابل (افغانستان) کے ایک بزرگ رَحمۃُ اللہِ علَیہ نے آپ کے جدِّ اعلیٰ حضرت مولانا غلام رسول رَحمۃُ اللہِ علَیہ کو آپ کی ولادت کی خوشخبری دے کر آپ کا نام بھی تجویز فرمایا تھا۔ اسی طرح ولادت سے کئی سال پہلے ایک مجذوب بُزرگ کا معمول تھا کہ وہ شرقپور تشریف لاتے اور آپ کی جائے پیدائش کے گرد چکر لگاتے ہوئے ارشاد فرماتے کہ اس محلے میں ایک شخص پیدا ہوگا جو مقبولِ بارگاہِ الٰہی ہوگا، میں اس کی مست خوشبو سے اپنی روح کو مسرور اور دل و دماغ کو تر و تازہ کرتا ہوں۔ آپ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ امیر الدین کوٹلوی نقشبندی رَحمۃُ اللہِ علَیہ بھی آپ کی ولادت سے پہلے جب بھی شرقپور تشریف لاتے تو ارشاد فرماتے کہ اللہ پاک نے مجھ پر یہ ظاہر فرمادیا ہے کہ اس شہر میں حضرت محمد صلَّی اللہُ علَیہِ واٰلہٖ وسلَّم کا ایک ''شیر'' پیدا ہوگا۔ (الرحیق العرفان، ص49، ملخصاً)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ علٰی محمَّد

ولادت باسعادت

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رَحمۃُ اللہِ علَیہ کی ولادت شیخوپورہ (پنجاب پاکستان) کے مضافاتی قصبہ شرقپور میں 1282ھ مطابق 1865ء میں ہوئی۔ آپ کی ولادت کے سات دن بعد آپ کا نام شیر محمد رکھا گیا، آپ کے خاندان کے ایک

عالمِ باعمل اور صاحبِ کرامت بزرگ حضرت مولانا غلام رسول رَحمۃُ اللہِ علیہ آپ کی ولادت پر بہت خوش ہوئے، آپ کو گود میں لے کر بار بار چوما اور سینے سے لگا کر بہت پیار کیا، پھر اپنی زبان مبارک حضرت شیرِ ربانی رَحمۃُ اللہِ علیہ کے منہ میں ڈالی تو آپ نے اسے چوسنا شروع کر دیا۔ (خزینہ معرفت، ص130، الرحیق العرفان، ص50) پھر حضرت مولانا غلام رسول رَحمۃُ اللہِ علیہ نے فرمایا: اس بچے کے متعلق مجھے یہ بشارت دی گئی ہے کہ یہ اعلیٰ اخلاق کا حامل اور ولیِ کامل بنے گا۔

(سیرت حضرت میاں شیر محمد شرقپوری ص15 ملخصاً)

آپ کا خاندان

حضرت شیرِ ربانی رَحمۃُ اللہِ علیہ کا تعلق ایک مذہبی گھرانے سے تھا، آپ کے خاندان کے اکثر افراد تقویٰ اور دینداری میں کامل اور اولیاء اللہ سے نسبت رکھنے والے تھے۔ (الرحیق العرفان، ص48) ان کا ابتدائی مسکن دیپال پور (ہند) تھا، قحط سالی کے دنوں میں کچھ افراد وہاں سے ہجرت کر کے قصور آئے اور پھر وہاں سے شرقپور میں سکونت اختیار کر لی۔ ان کا خاندانی پیشہ اور ذریعۂ معاش قرآنِ پاک کی کتابت اور خوشنویسی تھا۔ (الرحیق العرفان، ص51، 52، ملخصاً)

والد ماجد کا تعارف

آپ کے والدِ ماجد کا نام میاں عزیز الدین رَحمۃُ اللہِ علیہ تھا، جو بڑے نیک، عبادت گزار شخص تھے اور اتباعِ شریعت ان کی نمایاں پہچان تھی۔ آپ ضلع رہتک (ہند) میں ایک سرکاری ادارے میں ویکسی نیشن کے شعبے میں بطورِ انچارج ملازم تھے،

آپ کے تحت کام کرنے والا ہر شخص آپ کی خوبیوں اور اعلیٰ صفات کا معترف تھا۔ آپ ہر ایک کے ساتھ حُسنِ اخلاق سے پیش آتے۔ ایک بار ہانسی (ریاست ہریانہ ہند) میں ہیضے کی وبا پھیلی تو گورنمنٹ کی طرف سے اس بیماری کی روک تھام کیلئے آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ کو وہاں بھیجا گیا تو آپ خود اس بیماری کا شکار ہو کر وفات پاگئے اور وہیں پر آپ کی تدفین کر دی گئی۔ (حدیثِ دلبراں، ص44،45)

والد کو اولیاء اللہ کی نصیحت

حضرت شیر محمد شرقپوری رَحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت کے بعد مختلف علاقوں سے وقتاً فوقتاً اولیائے کرام تشریف لاتے اور آپ کے والدِ گرامی کو مبارک باد دینے کے بعد یہ نصیحت کرتے کہ تمہارے گھر میں ایک ولیِ کامل کی پیدائش ہوئی ہے، ان کی پرورش بڑے ادب واحترام سے کرنا۔ (انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام، ص312)

شیر خوارگی کے حالات

حضرت شیرِ ربانی رَحمۃُ اللہِ علیہ مادر زاد ولی تھے، آپ نے عالمِ شیر خوارگی میں کبھی ضد نہ کی اور نہ ہی کبھی بھوک پیاس کی وجہ سے روتے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ فرمایا کرتیں کہ میرے بیٹے کے ہونٹ ہر وقت یوں ہلتے ہیں جیسے وہ اللہ پاک کے ذکر میں مشغول ہو۔ بارہا اندھیرے میں آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ کی آنکھیں اس طرح چمکتیں جیسے ان سے کوئی نور نکل رہا ہو۔ آپ حالتِ بیداری میں غیر معمولی انداز میں ایسے مستغرق رہتے (جیسے کسی گہری سوچ و فکر میں ڈوبے ہوئے ہوں۔)

(سیرت حضرت میاں شیر محمد شرقپوری، ص18 ملخصاً۔ انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام، ص312)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　　صَلَّی اللہُ علٰی مُحَمَّد

تعلیم و فن خطاطی

آپ رَحمَۃُ اللہِ علَیہ جب چلنے پھرنے کے قابل ہوئے تو قرآنِ کریم پڑھنے کیلئے بٹھایا گیا، آپ نے یہ تعلیم اپنے گھر میں ہی حاصل کی۔ ختمِ قرآن کے بعد آپ کو مڈل اسکول شرقپور بھیجا گیا، آپ رَحمَۃُ اللہِ علَیہ کا معمول تھا کہ اسکول سے چھٹی کے بعد مسجد میں چلے جاتے اور ایک کونے میں بیٹھ کر سر جھکائے ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے، اسکول میں پانچویں کلاس تک پڑھنے کے بعد آپ نے اپنے چچا حضرت حمیدالدین صاحب سے کچھ فارسی کتابیں پڑھیں۔ پھر آپ رَحمَۃُ اللہِ علَیہ کو اپنے آبائی پیشے "خطاطی" سیکھنے کا شوق پیدا ہوا تو اس فن میں خوب محنت و لگن سے خاصی مہارت حاصل کی۔ قرآنی آیات اور بطورِ خاص لفظِ "اللہ" اور "نامِ محمد" کو نقش و نگار کی صورت میں بڑے عمدہ انداز سے تحریر کرتے، جسے دیکھ کر بڑے بڑے ماہرِ فن افراد بھی حیران رہ جاتے۔ کئی قرآنِ پاک جن کے ابتدائی اور آخری پارے بوسیدہ ہو چکے تھے آپ نے انہیں خود لکھ کر مکمل فرمایا۔ آپ رَحمَۃُ اللہِ علَیہ نے ظاہری طور پر صرف اسی قدر تعلیم حاصل کی تھی لیکن اللہ پاک نے آپ کو ایسا علمِ لدنی عطا کیا فرمایا تھا کہ بڑے بڑے علماء کرام آپ کی بارگاہ میں سر جھکائے حاضر ہوتے اور ادب سے بیٹھ کر آپ کے ارشادات سے مستفید ہوتے تھے۔

(منبع انوار، ص26۔ تذکرہ اکابر اہلسنت، ص180 حدیثِ دلبراں، ص53، ملخصاً)

گھڑ سواری کا شوق

حضرت شیرِ ربانی رَحمَۃُ اللہِ علَیہ کو خطاطی کے علاوہ گھڑ سواری کا بھی بہت شوق

تھا، آپ گھوڑے پر بیٹھ کر شہر سے میلوں دور نکل جاتے۔ لوگ ایک نوجوان کو سرکش گھوڑوں کو بڑی مہارت سے قابو کرتا اور ان پر سوار ہوتا دیکھ کر بہت حیران ہوتے۔ ایک بار ایسا ہوا کہ ایک بارات شرقپور آرہی تھی، جب باراتی شرقپور کے قریب پہنچے تو سفر کی وجہ سے دولہا کی گھوڑی بہت تھک چکی اور وہ مزاج کی بھی کچھ سخت تھی، کسی نے اس کو چھیڑا تو گھوڑی یک دم بدک گئی اور اس نے سارے براتیوں میں کھلبلی مچا کر رکھ دی۔ کئی جوان اسے قابو کرنے کی غرض سے آگے بڑھے مگر اس کا غصہ مزید بڑھتا گیا، کسی پر جھپٹی تو کسی کو اپنی ٹانگوں سے روند ڈالا۔ اس صورتِ حال سے نمٹنے کیلئے کسی نے کہا: "کوئی شیر محمد کو بلا کر لے آئے وہ قریب ہی رہتے ہیں وہ اسے قابو کرلیں گے۔" اسی وقت ایک شخص حضرت شیر ربانی کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام صورتِ حال بیان کی تو آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ اس کے ساتھ اس مقام پر پہنچ گئے۔ پھر لوگوں نے بڑی حیرانی سے یہ منظر دیکھا کہ جو گھوڑی کچھ دیر پہلے کسی کے قابو نہیں آرہی تھی حضرت شیرِ ربانی رَحمۃُ اللہِ علَیہ کا لگام تھامنا تھا کہ گھوڑی پُر سکون ہوگئی اور اگلے ہی لمحے آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ اس پر سوار بھی ہو چکے تھے۔ (منبع انوار، ص28 ملخصاً)

بچپن کی پیاری ادائیں

بچپن میں عام طور پر بچے کھیل کود میں مشغول رہتے ہیں مگر حضرت شیرِ ربانی، میاں شیر محمد شرقپوری رَحمۃُ اللہِ علَیہ کی ذات میں بچوں والی عادات بالکل نہیں تھیں، آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ بچپن ہی سے پاکیزہ عادات اور اعلیٰ صفات کے حامل تھے۔ آپ نہ

تو بچوں کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے اور نہ ہی ان کے ساتھ کھیل کود میں شریک ہوتے بلکہ تنہائی میں ذکرُ اللہ کرتے۔ آپ کے خوفِ خدا کا یہ عالَم تھا کہ جب آپ کے جدِّ اعلیٰ، حضرت مولانا غلام رسول رَحمۃُ اللہِ علَیہ قرآنِ پاک پڑھنے کیلئے سپارہ دیتے تو آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ قرآنِ پاک پڑھتے پڑھتے خوب روتے، جب آپ سے رونے کا سبب پوچھا جاتا تو آپ رونے کے سوا کچھ جواب نہ دیتے۔ آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ شرم وحیا کے ایسے پیکر تھے کہ چہرے کو چادر سے ڈھانپ کر گھر سے باہر نکلتے، محلے کی عورتیں آپ کو اس حلیے میں دیکھتیں تو مذاق اُڑاتے ہوئے کہتیں: ہمارے علاقے میں تو لڑکا نہیں کوئی لڑکی پیدا ہوئی ہے جو چہرے پر نقاب ڈال کر چلتی ہے۔(خزینہ معرفت، ص131 ملخصاً) آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ کی شانِ سخاوت ایسی تھی کہ آپ کو جیب خرچی کیلئے روزانہ دس روپے دیئے جاتے جو اس دور میں ایک بچے کیلئے خاصی بڑی رقم ہوا کرتی تھی، آپ وہ سب غریبوں اور حاجت مندوں پر خرچ فرمادیتے، اگر کوئی آپ سے عمامہ شریف طلب کرتا تو اسے دے دیتے، کوئی پہنا ہوا کرتہ مانگتا تو اسے بھی محروم نہ رکھتے اور فوراً اتار کر اس کے حوالے کر دیتے۔ آپ کبھی اکیلے بیٹھ کر کھانا نہیں کھاتے بلکہ اپنے ساتھ کسی کو شریک کر لیا کرتے تھے۔

(مختصر حالات اعلیحضرت شیر ربانی وحضرت ثانی لاثانی شرقپوری، ص5 ملخصاً)

اہل وعیال

حضرت شیرِ ربانی رَحمۃُ اللہِ علَیہ نے سنت کے مطابق شادی کی، آپ کے ہاں دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی کی ولادت ہوئی، دونوں بیٹے بچپن ہی میں فوت

ہو گئے۔ آپ اپنی بیٹی سے بہت محبت فرماتے بالآخر جوانی میں وہ بھی انتقال کر گئیں اور کچھ عرصے بعد جب اہلیہ بھی اس دنیا سے چل بسیں تو احباب نے دوسری شادی کی تجویز پیش کی تاکہ اولاد کی صورت میں نسل آگے چل سکے۔ آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ نے فرمایا: ہم نسلی بیٹوں پر روحانی بیٹوں (مریدوں) کو ترجیح دیتے ہیں، پھر بقیہ زندگی آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ نے بغیر شادی کے ہی گزار دی۔ (الرحیق العرفان، ص55، 56 ملخصاً)

حلیہ مبارک

آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ کا قد درمیانہ، چہرہ گول، پیشانی کشادہ، ناک سیدھی، آنکھیں نہ زیادہ بڑی نہ چھوٹی، داڑھی شریف گھنی تھی جس میں کچھ سفید بال تھے اور مونچھیں شریعت کے مطابق کٹی ہوئی تھیں، آپ کے دانت مبارک موتیوں کی طرح سفید تھے اور ان کے درمیان تھوڑا تھوڑا فاصلہ تھا، سر مبارک بڑا اور بال گھنگھریالے تھے، بال سنت کے مطابق کبھی کانوں تک تو کبھی کندھوں تک ہوتے، سینہ مبارک چوڑا، بازو بھرے ہوئے، انگلیاں لمبی اور کشادہ تھیں اور پاؤں کا پنجہ بڑا تھا۔ (حدیثِ دلبراں، ص36 ملخصاً)

لباس مبارک اور سادگی

آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ سادہ اور معمولی لباس پہنتے تھے، سر پر پگڑی و ٹوپی، بدن پر معمولی کپڑے کا کُرتہ، پاؤں میں معمولی جوتا آپ کے معمولات میں سے تھا۔ آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ موٹا کپڑا پہنا کرتے، زیادہ باریک کپڑے کو ناپسند فرماتے۔ اکثر دیسی کھڈی کا کپڑا بنوالیا کرتے، زرد (یعنی پیلے) رنگ کی قصوری جوتی استعمال فرماتے۔

آپ رَحمۃُ اللّٰہِ علَیْہ سیاہ رنگ کے جوتے ناپسند فرماتے اور پگڑی کے ساتھ ٹوپی ضرور پہنتے تھے اور فرماتے کہ حضور نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ علَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم نے صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم کو ٹوپی پر عمامہ باندھنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ آپ رَحمۃُ اللّٰہِ علَیْہ ہمیشہ سفید رنگ کا لباس زیبِ تن فرماتے۔ عمامہ شریف عموماً کپڑے کی ٹوپی پر اور کبھی کبھار ناڑ کی ٹوپی پر باندھتے۔ سفید کُرتے کے ساتھ سفید تہبند ناف کے اوپر باندھتے جو ہمیشہ ٹخنوں سے اوپر ہوتا۔ کبھی کبھی نیم بادامی رنگ کی صَدری یا اچکن کی طرح کا لمبا کوٹ بھی کُرتے کے اوپر پہن لیا کرتے۔ آپ کے پاؤں میں زرد (پیلے) رنگ کی جوتی ہوتی اور سردیوں میں عموماً چمڑے کے موزے استعمال فرماتے۔ آپ رَحمۃُ اللّٰہِ علَیْہ کے ارشاد کے مطابق زرد رنگ کی جوتی پہننا مستحب ہے۔ آخری دم تک عمامہ شریف کی پابندی فرماتے رہے۔ (الرحیق العرفان، ص370 ملخصاً)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ علٰی مُحمَّد

بیعتِ مرشد

پیارے اسلامی بھائیو! ہمارے بزرگانِ دین کا صدیوں سے یہ سلسلہ جاری ہے کہ وہ علمِ شریعت کے ساتھ ساتھ علمِ طریقت کے حصول کیلئے پیرِ کامل کی تلاش میں کئی کئی سال دور دراز علاقوں کا سفر کرتے، جب اس جستجو میں کامیاب ہو کر کسی مرشدِ کامل کے دامن سے منسلک ہو جاتے تو پھر پیر و مرشد بھی سالہا سال تک ان کی تربیت کرتے اور خوب ریاضت و مجاہدہ کروانے کے بعد اپنے سلسلۂ طریقت میں بیعت کرتے، مگر کیا شان ہے حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رَحمۃُ اللّٰہِ علَیْہ کی،

آپ کے پیرو مرشد حضرت خواجہ امیر الدین کوٹلوی نقشبندی رَحمۃُ اللہِ علیہ خود ان کی تلاش میں کئی سال تک شرقپور تشریف لاتے اور آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ کو اپنے سلسلۂ طریقت میں بیعت ہونے کی ترغیب دلاتے، چنانچہ حضرت شیرِ ربانی رَحمۃُ اللہِ علیہ اپنے بیعت ہونے کا واقعہ کچھ یوں بیان فرماتے ہیں: حضرت امیر الدین کوٹلہ شریف والے شرقپور تشریف لاتے تو ہماری مسجد میں میرے جدِّ امجد کے پاس قیام کرتے اور پھر چلے جاتے اور کچھ دن بعد دوبارہ آجاتے، کچھ عرصے بعد انہوں نے مجھے بیعت کی ترغیب دِلانا شروع کی، مگر میرا قلبی میلان نہ ہوتا، حضرت خواجہ امیر الدین رَحمۃُ اللہِ علیہ نے بدستور مجھ پر نظر رکھی اور بالآخر اپنے روحانی تصرف کے ذریعے مجھے راضی کر کے اپنے سلسلۂ طریقت میں بیعت فرمالیا۔

(خزینہ معرفت، ص194 ملخصاً)

پیرو مرشد کے مختصر حالات

حضرت شیرِ ربانی کے پیرو مرشد حضرت خواجہ امیر الدین کوٹلوی رَحمۃُ اللہِ علیہ [1] 1207ھ مطابق 1790ء میں مکان شریف ضلع سر گورداسپور (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق افغانی قوم ککے زئی سے تھا۔ آپ بچپن میں ہی اپنے پیرو مرشد حضرت خواجہ امام علی شاہ رَحمۃُ اللہِ علیہ کے دستِ حق پر بیعت ہوئے۔ حضرت خواجہ امام علی شاہ رَحمۃُ اللہِ علیہ کے حکم پر آپ نے گورنمنٹ ملازمت اختیار

1 ... حضرت خواجہ امیر الدین کوٹلوی رَحمۃُ اللہِ علیہ کی سوانح حیات پر کتبِ سیرت موجود ہیں چونکہ یہ رسالہ مستقل حضرت شیر ربانی کی سیرتِ مبارکہ پر ہے لہٰذا مقصود کے پیشِ نظر پیرو مرشد کا ذکرِ خیر مختصراً کیا گیا ہے۔

کی اور تھانیدار بھرتی ہوگئے۔ پیرو مرشد نے آپ کو دریا پر پڑھنے کیلئے ایک وظیفہ دیا تو آپ کی ملاقات حضرت خضر علیہ السّلام سے ہوئی، آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ کو اس عرصے میں بے شمار فیوض و برکات حاصل ہوئے۔ پھر آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ اپنے پیرو مرشد کے حکم پر تبلیغِ دین کیلئے کوٹلہ تشریف لے گئے، آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ کو وہاں اس سلسلے میں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا بالآخر آپ وہاں علمِ دین کی شمع روشن کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ نے 123 سال کی عمر پائی، وفات سے ڈیڑھ سال پہلے فالج کی وجہ سے بیمار ہوئے اور پھر اسی مرض میں آپ کا وصال ہوگیا۔ آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ کا مزار مبارک کوٹلہ شریف ضلع شیخوپورہ میں واقع ہے۔

(سیرتِ میاں شیر محمد شرقپوری، ص24)

فیضِ مرشد اور خلافت

حضرت خواجہ امیر الدین کوٹلوی رَحمۃُ اللہِ علیہ سے بیعت ہونے کے بعد حضرت شیرِ ربانی رَحمۃُ اللہِ علیہ کی معرفتِ خداوندی میں اضافہ ہوگیا اور آپ پر اکثر ایسی کیفیت طاری رہتی کہ آپ یادِ الٰہی میں گم رہتے اور بے خودی کے عالم میں اکیلے ہی جنگلوں میں نکل جاتے اور وہاں ذکرُ اللہ میں مشغول ہو جاتے۔ (خزینہ معرفت، ص197، ملخصاً) آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ نے پیرو مرشد کی صحبتِ فیض اثر سے سلسلۂ نقشبند کے سارے مدارجِ طریقت کچھ ہی عرصے میں طے کرلیے، پیرو مرشد آپ کے ساتھ بڑی شفقت و محبت سے پیش آتے، ان کی خواہش تھی کہ اپنی زندگی میں ہی شیرِ ربانی کو منصبِ خلافت سپرد کردیا جائے۔ پیر صاحب جب بھی خلافت نامہ دینا چاہتے تو

حضرت شیرِ ربانی رَحمۃُ اللہِ علیہ خاموش رہتے یا پھر معذرت کر لیتے۔ ایک مرتبہ آپ نے پیرو مرشد سے عرض کی: "حضور! میں اس مرتبے کے لائق نہیں ہوں، میں معذرت چاہتا ہوں۔ ڈھائی سال کا عرصہ اسی طرح گزر گیا، بالآخر ایک دن حضرت امیر الدین کوٹلوی رَحمۃُ اللہِ علَیہ نے ارشاد فرمایا: میں پیرو مرشد ہوں اور میرے حکم کی تعمیل آپ پر فرض ہے۔ یہ سن کر انکار کی کوئی گنجائش نہ رہی اور حضرت شیرِ ربانی رَحمۃُ اللہِ علَیہ نے خلافت نامہ قبول کر لیا۔ (الرحیق العرفان، ص60 ملخصاً)

مرشد کی نظر میں مقام

حضرت خواجہ امیر الدین رَحمۃُ اللہِ علَیہ فرمایا کرتے کہ شیر محمد سے میرا تعلق ایسا ہی ہے جیسا حضرت باقی باللہ رَحمۃُ اللہِ علَیہ کا ان کے مرید حضرت مجددِ الف ثانی رَحمۃُ اللہِ علَیہ کے ساتھ تھا۔ اللہ پاک نے اگر مجھ سے پوچھا: اے امیر الدین! آخرت کیلئے کیا لایا ہے؟ تو میں شیر محمد کا ہاتھ پکڑ کر انہیں پیش کر دوں گا۔ (چشمہ فیضِ شیر ربانی، ص78، ملخصاً) حضرت شیرِ ربانی کو بھی اپنے پیرو مرشد سے بے پناہ محبت تھی آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ فرماتے ہیں: "میں اپنے پیرو مرشد کی مراد بھی ہوں اور ان کا مرید بھی"۔

(خزینہ معرفت، ص194 ملخصاً)

مکان شریف سے محبت

مکان شریف ضلع گورداس پور (موجودہ مشرقی پنجاب، ہند) کی ایک بستی رتڑ چھتر میں واقع ہے جو حضرت میاں صاحب کے دادا پیر حضرت خواجہ امام علی شاہ رَحمۃُ اللہِ علَیہ کا مسکن ہے، آپ مکان شریف سے بڑی عقیدت و محبت کرتے تھے۔ آپ عرس

کے علاوہ بھی سال میں دو تین مرتبہ اپنے عقیدت مندوں کے ہمراہ مکان شریف حاضری دیتے اور اس وقت کے سجادہ نشین میر بارک اللہ صاحب کا بہت ادب واحترام کرتے اور ادب کے پیشِ نظر ہی عرس کے موقع پر صاحبزادگان کے ساتھ بیٹھنا مناسب نہ سمجھتے، مکان شریف کے رہنے والوں کی تعظیم و تکریم کے علاوہ آپ وہاں کے درو دیوار سے بھی بہت پیار کرتے تھے، آپ جب کبھی مکان شریف جاتے تو گاؤں سے باہر نکل جاتے اور بڑی عمر کے لوگوں سے پوچھتے: کیا تم نے حضرت خواجہ امام علی شاہ رَحمۃُ اللہِ علیہ کو دیکھا ہے؟ اگر کوئی ایسا آدمی مل جاتا تو آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ اس کی ایسی تعظیم کرتے جیسے وہ پیر صاحب ہوں۔

(حدیثِ دلبراں، ص69، 70 ملخصاً)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہ علی مُحمَّد

عبادات و معمولات

حضرت میاں صاحب رَحمۃُ اللہِ علَیہ نمازِ تہجد گھر میں ادا کرنے کے بعد نمازِ فجر کے لئے مسجد میں تشریف لے جاتے، نماز کے بعد درودِ پاک کی محفل سجائی جاتی جس میں نمازِ اشراق تک گٹھلیوں پر درودِ خضری پڑھا جاتا، نمازِ اشراق سے فراغت کے بعد بچوں کو قرآنِ پاک کی تعلیم دیتے۔ پھر چاشت کی نماز پڑھنے کے بعد اوراد و وظائف کرتے اور 11 بجے تک گھر جا کر خود مہمانوں کیلئے کھانا لاتے اور اپنے ہاتھوں سے نکال کر ان کے سامنے رکھتے، ان کے ہاتھ بھی دُھلواتے اور ان کے ساتھ کھانا تناول فرماتے۔ اگر روٹیوں میں کوئی سوکھی روٹی ہوتی تو اسے خود کھاتے،

ہر لقمے پر بسم اللہ شریف پڑھتے اور آہستہ آہستہ چھوٹے چھوٹے لقمے تناول فرماتے، جب آپ دیکھتے کہ سب کھانا کھا چکے ہیں تو پھر ہاتھ اُٹھا کر دعا فرماتے۔ ظہر سے پہلے کچھ دیر قیلولہ کرتے اور پھر ظہر کی نماز اَوّل وقت میں ادا کرتے۔ نماز کے بعد دوبارہ بیٹھک میں تشریف لا کر مہمانوں سے ملاقات کرتے اور ان کے مسائل کو حل فرماتے۔ یہ سلسلہ اذانِ عصر تک جاری رہتا، اذان کے بعد سنت کے مطابق مسجد میں داخل ہوتے اور سنتِ قبلیہ ادا کرتے پھر نمازِ عصر ادا فرماتے۔ نماز کے بعد وعظ و نصیحت کا سلسلہ شروع ہو جاتا اگر مغرب سے پہلے کچھ وقت ملتا تو اپنی ہمشیرہ کے گھر یا قبرستان چلے جاتے۔ مغرب کا وقت ہوتے ہی مسجد میں آجاتے، نمازِ مغرب کے بعد چھ رکعت نمازِ اوابین پڑھتے اور عشاء کی اذان تک مختلف اَوراد و وظائف میں مشغول رہتے، عشاء کے بعد سورۂ ملک کی تلاوت کرتے اور ختم شریف پڑھ کر مرحومین کو ایصالِ ثواب کرتے اور پھر مہمانوں کو کھانا کھلاتے، اگر کوئی مہمان رات بارہ بجے کے بعد بھی آتا تو اس کیلئے کھانا موجود ہوتا تھا۔ اس کے بعد آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ دینی کتب کا مطالعہ کرتے اور پھر کچھ دیر کیلئے آرام فرماتے۔

(خزینہ معرفت، ص186 ملخصاً۔ الرحیق العرفان، ص376 تا378 ملخصاً)

پیارے اسلامی بھائیو! حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رَحمۃُ اللہِ علیہ کے روز و شب کے معمولات سے یہ درس ملتا ہے کہ ہم بھی دن کے آغاز سے لے کر اس کے انجام تک ہر ہر لمحہ اللہ پاک کی عبادت، قرآنِ کریم کی تلاوت اور نیک اعمال کی کثرت میں بسر کریں۔ اللہ پاک کے یہ برگزیدہ بندے دنیا کی رونقوں سے

صرف نظر کرتے ہوئے آخرت کے ثواب کو پیشِ نظر رکھتے تھے اور ان کی ہر گھڑی ذکرو درود سے بھری ہوتی۔ ہمیں بھی ان بزرگوں کو اپنا آئیڈیل بنا کر ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے فرائض کی پابندی کے ساتھ ساتھ کچھ نہ کچھ نیک اعمال کا ہدف بنالینا چاہیے۔ اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اپنے اعمال کا جائزہ لیتے ہوئے روزانہ نیک اعمال کا رسالہ پُر کیجئے کیونکہ یہ وہ عظیم نسخہ ہے کہ جس کے ذریعے ہم صبحِ صادق سے لے کر رات کو سونے تک بہت سی نیکیاں بآسانی کر سکتے ہیں۔ مثلاً صبح نمازِ فجر سے پہلے جلدی اُٹھ کر تہجد پڑھنا، مسلمانوں کو نمازِ فجر کیلئے جگانا، نمازِ فجر باجماعت ادا کرنا، پھر 3 آیات مع ترجمہ و تفسیر تلاوت کرنا یا سننا، اشراق و چاشت پڑھنا، پانچوں نمازیں باجماعت پہلی صف میں ادا کرنا، نمازِ پنجگانہ کے بعد اور سوتے وقت کم از کم ایک بار آیۃُ الکرسی، سورۃُ الاخلاص اور تسبیحِ فاطمہ پڑھنا، رات کو سورۃُ الملک پڑھنا یا سننا، درسِ فیضانِ سُنّت دینا یا سننا نیز اس کے علاوہ نیک اعمال کا رسالہ پُر کرنے کی برکت سے ہم روزانہ بہت سے گناہوں سے بچنے کے ساتھ ساتھ کئی نیک کاموں کے عادی بن کر ثواب کا ڈھیروں خزانہ حاصل کر سکتے ہیں۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہ علٰی مُحمَّد

آپ کا اخلاق و کردار

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رَحمۃُ اللہِ علَیہ کی پوری زندگی شریعت و سنت کی پیروی میں بسر ہوئی۔ آپ کی ذات پر حضور نبی کریم صلَّی اللہ علَیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اُسوۂ حسنہ کا ایسا غلبہ تھا کہ آپ کا ہر عمل شریعت و سنتِ رسول کے مطابق ہوتا۔ آپ اخلاق و عادات

میں بھی نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سیرت و کردار کے پیروکار تھے۔ آپ غریبوں، یتیموں اور بے سہارا لوگوں کے مدد گار اور مظلوموں کے فریاد رَس تھے، بیواؤں کی خبر گیری کرتے، مہمان نوازی میں کوئی کسر نہ چھوڑتے، ملنے والے کی بات کو بغور سنتے اور اسے ہر طرح سے مطمئن کرتے، سلام میں پہل فرماتے، کسی کا عیب معلوم ہونے پر اس کی پردہ پوشی کرتے، کسی کی غلطی پر اُسے سب کے سامنے جھڑکنے کے بجائے علیحدگی میں پیار محبت سے سمجھاتے، لوگ جس دُکاندار سے چیز نہ خریدتے آپ ہمدردی کرتے ہوئے اسی سے لیتے، جن سبزی فروشوں کی سبزی گل سڑ جاتی آپ ان سے خرید کر کوڑے کے ڈھیر پر پھنکوا دیتے اور فرماتے "ان کا بھی مجھ پر کچھ حق ہے۔" آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنی ذات کیلئے کسی سے ناراض نہ ہوتے، اپنے پاس آنے والے دیہاتیوں اور کم عقل لوگوں کی فضول باتوں پر بھی غصہ نہ کرتے بلکہ انہیں سادھے اور محبت بھرے الفاظ میں سمجھاتے، مجلس میں عام لوگوں کے ساتھ بیٹھتے، اپنا کام اپنے ہاتھوں سے کرتے، لین دین کے معاملات میں وعدے کی پاسداری فرماتے۔ اگر کوئی مہمان بیمار ہو جاتا تو بڑی جانفشانی سے اس کا علاج کرواتے، اپنے عزیز و اقارب اور دوست احباب سے میل جول رکھتے، ان کی دلجوئی کیلئے ان کے گھر بھی چلے جاتے، ان کیلئے تحائف بھجواتے اور ان کے معاملات پر بھی نظر رکھتے اگر کہیں لڑائی جھگڑا ہوتا تو فریقین کے درمیان صلح کروا دیتے۔

(الرحیق العرفان، ص351 تا 353 ملخصًا)

پیارے اسلامی بھائیو! حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ جس طرح

عبادت وریاضت، تقویٰ وپرہیزگاری میں کامل تھے اسی طرح حسنِ اخلاق کے معاملے میں بھی مسلمانوں کی دلجوئی، مہمان نوازی، نرمی، عفوو درگزر اورغمخواری جیسی پاکیزہ صفات کے حامل تھے۔ آپ کبھی تو ظاہری اسباب اختیار فرماکرلوگوں کی مدد فرماتے اورکبھی اللہ پاک کی عطاکردہ روحانی طاقت وتصرف کے ذریعے لوگوں کی غمگساری اور مشکل کشائی بھی فرماتے تھے، چنانچہ

زمین تمہارے نام منتقل کردی

ایک بیوہ عورت حضرت شیرِ ربانی رَحمۃُ اللہِ علَیہ کی والدہ ماجدہ کے پاس آئی اور کہنے لگی: میرے شوہر کے انتقال کے بعد اس کے رشتہ داروں نے ہماری زمین پر قبضہ کرلیا ہے اوروہ لوگ کسی بھی صورت زمین میرے نام پر نہیں ہونے دیتے، میں بے سہارا ہوں اور وہ لوگ اثرورُسوخ والے ہیں۔ آپ میاں صاحب سے میرے لئے دعا کی سفارش کریں۔ والدہ کے کہنے پر آپ نے دعا فرمائی اور عدالت میں دعوی دائر کرنے کو کہا۔ کچھ عرصے بعد وہ عورت دوبارہ آئی اور آپ کی والدہ سے کہنے لگی کہ فلاں تاریخ کوکیس کا فیصلہ ہے آپ میاں صاحب سے دعا بھی کروادیں اورتعویذ بھی لے کر دیں۔ آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ نے ایک پرچی پر کچھ لکھ کر اس عورت کو دیا اور فرمایا اسے کھول کر نہیں دیکھنا اور فیصلے کے دن اپنی چادر کے پلو میں باندھ کرعدالت میں چلی جانا۔ مقررہ تاریخ کو جب یہ عورت اپنے بھائی کے ساتھ عدالت میں پہنچی تو جج نے فیصلہ سناتے ہوئے کہا: ”دیکھ عورت!ہم نے زمین تیرے نام منتقل کردی ہے۔“ فیصلہ سن کر وہ خوشی خوشی واپس آرہے تھے کہ

عورت کے منع کرنے کے باوجود اس کے بھائی نے وہ تعویذ کھولا تو اس میں لکھا ہوا تھا: ”دیکھ عورت! ہم نے زمین تیرے نام پر منتقل کر دی ہے۔“ حقیقت میں وہ تعویذ نہیں تھا بلکہ حضرت شیر ربانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا فیصلہ تھا جو پہلے ہو چکا تھا جج نے تو صرف پڑھ کر سنایا تھا۔ (الرحیق العرفان، ص348 ملخصاً)

پیارے اسلامی بھائیو! اس واقعے سے ظلم کی مذمت اور مظلوم کی مدد کا درس ملتا ہے کہ اس عورت کے رشتہ داروں نے ناجائز طریقے سے اس کی ملکیت پر قبضہ کرنا چاہا تو حضرت شیر ربانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنی روحانی طاقت سے اس مظلوم کی مدد فرمائی۔ ہمیں بھی چاہیے کہ اپنے گھر والوں، رشتہ داروں، ملازموں یا عام مسلمانوں پر کسی بھی طرح کا ظلم نہ کریں، خود بھی ظلم سے بچیں اور کسی پر ظلم ہوتا دیکھ کر اپنی طاقت کے مطابق مظلوم کی مدد کرنے کی کوشش کریں کہ حدیثِ پاک میں ہے: جو کسی مظلوم کی فریاد رسی کرے، اللہ پاک اس کے لیے 73 مغفرتیں لکھے گا، ان میں سے ایک سے اس کے تمام کاموں کی درستی ہو جائے گی اور 72 سے قیامت کے دن اس کے درجے بلند ہوں گے۔ (شعب الایمان، 6/120، حدیث: 7670) ایک اور روایت میں ہے: جو کسی مظلوم کے ساتھ اس کی مدد کرنے چلے تو اللہ پاک اسے اُس دن ثابت قدمی عطا فرمائے گا جس دن قدم پھسل رہے ہوں گے۔

(حلیۃ الاولیاء، 6/383، حدیث: 9012)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

جذبہ ایثار و سخاوت

حضرت میاں شیر محمد شر قپوری رَحمۃُ اللہِ علَیہ کے پاس جو کچھ ہوتا وہ حاجت مندوں اور غریبوں پر خرچ کرتے اور اپنے لئے کچھ بچا کر نہ رکھتے تھے، ایک مرتبہ مریدوں سے فرمانے لگے کہ اللہ پاک اگر مجھے صبح ایک لاکھ روپے دے تو شام تک اگر ایک دمڑی (پیسے کا چوتھائی حصہ) بھی بچ جائے تو جو جی چاہے کہنا۔(خزینہ معرفت، ص145) ایک بار وعظ کے دوران فرمایا: مریدِ صادق وہ ہے جو اپنی جان و مال اپنے مرشد پر نثار کردے۔ یہ سنتے ہی ایک مرید اٹھا اور گھر سے زیور، نقدی اور کچھ سامان لا کر عرض کی: حضور! جان تو پہلے ہی آپ کیلئے حاضر تھی اب مریدِ صادق بننے کیلئے مال واسباب بھی لے آیا ہوں، آپ نے فرمایا: انہیں واپس لے جاؤ اور زیور اپنی بیوی میری بہو کو دے دو اور دیگر سامان اپنی والدہ میری بہن کو، مجھے ان سب چیزوں کی نہ پہلے کبھی ضرورت تھی اور نہ اب ہے۔

(سیرت حضرت میاں حضرت شیر محمد شر قپوری، ص40، ملخصاً)

آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ اپنے لئے کچھ بھی نہ رکھتے اور بڑی سادگی سے زندگی بسر کرتے مگر جب لوگوں پر خرچ کرنے اور کھلانے پلانے کا معاملہ ہوتا تو بڑی فراخ دلی کا مظاہرہ فرماتے تھے، چنانچہ

کھاؤ اور خوب ذکرِ الٰہی کرو

آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ ایک مرتبہ اپنے کچھ عقیدت مندوں کے ساتھ اپنے پیر خانے مکان شریف کی حاضری کے لئے روانہ ہوئے، سفر کے دوران ایک مرید نے اپنے

پیسوں سے خربوزہ خرید لیا۔ جس شخص کے پاس سفر کے اخراجات تھے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ان سے فرمایا: یہ لوگ میرے ساتھ آئے ہیں اور اپنی جیب سے خرچ کر رہے ہیں مجھے ہرگز یہ گوارا نہیں۔ یہ سن کر وہ بازار گئے اور ایک من خربوزے خرید لائے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: سارے ہی خرید لاتے۔ پھر دسترخوان بچھایا گیا اور آپ نے خربوزوں کی قاشیں بنانا شروع کر دیں۔ پھیکی اپنے پاس اور میٹھی حاضرین میں تقسیم کرتے اور ارشاد فرماتے: کھاؤ اور خوب ذکرِ الٰہی کرو۔

(سیرتِ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری، ص44، ملخصاً)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ علٰی مُحمَّد

جذبۂ احیائے سنت

پیارے اسلامی بھائیو! اولیائے کاملین کی یہ پہچان ہوتی ہے کہ وہ اللہ کی محبت میں اس کی عبادت و ریاضت کے ساتھ ساتھ نبیِ کریم صلَّی اللہُ علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی پیاری سنتوں سے بھی محبت رکھتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ کا قرب اور اس کی محبت بھی اسی صورت میں حاصل ہو سکتی ہے جب سنتِ رسول کی پیروی کی جائے گی، قرآنِ کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

ترجمۂ کنز الایمان: اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔ (پ3، اٰلِ عمرٰن: 31)

حضرت مجدِّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اللہ پاک

کے پیارے آخری نبی صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وَسلَّم کی پیروی میں کوشش کرنا بندے کو مقامِ محبوبیت تک لے جاتا ہے، تو ہر عقلمند پر لازم ہے کہ اللہ پاک کے حبیب صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وَسلَّم کی اتباع میں ظاہراً و باطناً پوری کوشش کرے۔"

(مکتوباتِ امامِ ربانی، دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب ۱۴۱ج ۱ص ۵)

حضرت شیرِ ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رَحمۃُ اللہِ علیہ بھی ایک سچے عاشقِ رسول تھے آپ کے عشقِ رسول کی علامت یہ تھی کہ آپ سنتِ رسول سے بے پناہ محبت فرماتے، آپ کا ہر عمل نبیِ کریم صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وَسلَّم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ہوتا آپ نہ صرف خود سنتوں کے عامل تھے بلکہ دوسروں کو بھی عمل کی ترغیب دیتے، آپ کی مجلس میں جب کوئی ایسا شخص حاضر ہوتا جس کی داڑھی نہ ہوتی تو آپ اس کی طرف متوجہ نہ ہوتے اور بسا اوقات سختی سے داڑھی رکھنے کا حکم دیتے۔ ایک مرتبہ ریلوے کا ایک افسر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جس کی داڑھی مونچھ صاف تھیں اور ظاہری حلیہ بھی انگریزوں جیسا تھا۔ آپ نے پوچھا: کتنی تنخواہ ملتی ہے؟ اس نے کہا: ہزار گیارہ سو۔ آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ نے فرمایا: کیا یہ رقم تمہیں منکر نکیر کے سوالات سے بچالے گی؟ کیا پُل صراط کو بھی اس کے ذریعے پار کرو گے؟ کیا محشر میں حساب و کتاب کے وقت رشوت دے کر جنت میں چلے جاؤ گے؟ میاں! قانونِ خداوندی کی پابندی بھی کوئی چیز ہے وہ کون کرے گا؟

آپ کی نصیحت کا اس پر بہت اثر ہوا اور بعد میں اس نے اپنا حلیہ درست کر لیا۔

(خزینہ معرفت، ص154، ملخصاً)

100 شہیدوں کا ثواب

ایک بار ایک مولانا صاحب حاضرِ خدمت ہوئے اور معاشرے کی بد اعمالیوں پر گفتگو شروع ہوئی، مولانا صاحب نے عرض کی: حدیث شریف میں ہے کہ قربِ قیامت فسق وفجور کا اس قدر زور ہو گا کہ اسلام کا صرف نام رہ جائے گا۔ اب حدیث شریف کے مطابق یہ سب کچھ تو ہونا ہی ہے۔ آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ نے ارشاد فرمایا: مولوی صاحب یہ بتایئے اگر کسی نہر میں جگہ جگہ سوراخ ہو جائیں اور پانی ادھر ادھر بہنا شروع ہو جائے تو ان سوراخوں کو مزید بڑا کرنا چاہیے یا بند کر دینا چاہیے؟ یہ سن کر مولانا صاحب نے کہا: حضور! ایسی حالت میں تو ان سوراخوں کو بند کرنا چاہیے۔ آپ نے فرمایا: فِی الوقت سنت کی نگرانی کی سخت ضرورت ہے اس دور میں جو سنت کی نگرانی کرے گا حضور صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ہو گا بلکہ اسے 100 شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ (خزینہ معرفت، ص، 142)

آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: انسان کے تمام اقوال، افعال اور احوال نبیِ کریم صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شریعت کے مطابق ہونے چاہئیں، خلافِ سنت کام کرنے والے سے حضور صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو تکلیف پہنچتی ہے اور جو آپ کو تکلیف دے گا وہ دونوں جہاں میں ذلیل وخوار ہو گا اور جس کا ظاہر سنت کے مطابق ہو گا اللہ پاک اس کا باطن بھی درست کر دے گا اور جو شخص حضور صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے محبت کا دعویٰ کرے مگر آپ کے احکام پر عمل نہ کرے تو وہ جھوٹا ہے، جھوٹا ہے، جھوٹا ہے۔ (الرحیق العرفان، ص392 تا 394 ملتقطاً)

درودِ پاک سے محبت

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رَحمۃُ اللہِ علَیہ کے عشقِ رسول کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ آپ نبیِ کریم صلَّی اللہُ علَیہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی ذاتِ پاک پر ذوق و شوق سے نہ صرف خود بکثرت درودِ پاک پڑھتے بلکہ اپنے متعلقین و محبین کو بھی اس کی تعلیم دیتے اور ارشاد فرماتے کہ جب درود شریف پڑھا جائے تو یہ تصور کرنا چاہیے کہ نبیِ کریم صلَّی اللہُ علَیہِ واٰلِہٖ وسلَّم اللہ پاک کی بارگاہ میں موجود ہیں اور میں آپ صلَّی اللہُ علَیہِ واٰلِہٖ وسلَّم پر دُرود شریف پڑھ رہا ہوں۔(تذکرہ اولیائے نقشبند، ص413) آپ روزانہ فجر اور عشاء کی نماز کے بعد چادر بچھواتے اور مریدوں کے ساتھ بیٹھ کر گٹھلیوں پر درود شریف پڑھا کرتے، آپ کے خلفاء و مریدین میں آج بھی یہ طریقہ رائج ہے۔ آپ دُرودِ پاک کی ان گٹھلیوں کا بے حد احترام کرتے اور ان کی بے ادبی کرنے والے کی اصلاح فرمادیتے، چنانچہ

گٹھلیوں کی تعظیم

ایک مرتبہ درودِ پاک کی اس محفل میں کسی گاؤں کا چودھری بھی آیا ہوا تھا جو بڑی پگڑی باندھا کرتا تھا اور اس کی پگڑی پورے علاقے میں مشہور تھی۔ درود شریف پڑھنے کے دوران جہاں گٹھلیاں ختم ہوئیں تو چودھری صاحب نے وہاں گٹھلیاں اُچھال کر پھینک دیں، حضرت شیرِ ربانی رَحمۃُ اللہِ علَیہ کو اس کی یہ حرکت بہت ناگوار محسوس ہوئی اور ارشا فرمایا: چودھری صاحب! اگر اس طرح آپ کی پگڑی سَر سے اُتار کر دور پھینک دی جائے تو آپ کو غصہ نہیں آئے گا؟ جن گٹھلیوں پر درودِ پاک پڑھا جاتا ہے کیا ان کی عزت آپ کی پگڑی سے بھی کم ہے؟ آپ کی بات سن کر چودھری

صاحب بہت شرمندہ ہوئے اور توبہ بھی کی۔ (حدیثِ دلبراں، ص119)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللهُ علٰی مُحمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! حضرت قُطبِ ربانی، شیر یزدانی رَحمۃُ اللہِ علَیہ لوگوں کی اصلاح کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے اور ان کے عہدہ ومنصب سے مرعوب ہوئے بغیر انہیں اچھی اچھی باتوں کی تلقین کرتے تھے۔ آپ کا اندازِ تبلیغ نہایت عمدہ اور دلنشین تھا، آپ مثالوں کے ذریعے سادہ جملوں میں جسے کوئی نصیحت فرماتے تو آپ کے پُرتاثیر الفاظ اُس کے دل میں اتر جاتے اور وہ برے کاموں سے تائب ہو جاتا، چنانچہ

کم تولنے والے کو نصیحت

ایک بار حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رَحمۃُ اللہِ علَیہ بازار سے گزر رہے تھے کہ ایک دکاندار کو دیکھا جو سامان تولنے میں کمی کر رہا تھا۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا "جیوندیاں دا ہر کوئی ہندا اے موئے دا کوئی نہیں ہندا" یعنی زندوں کا ساتھ دینے والا ہر کوئی ہوتا ہے لیکن مردوں کا ساتھ دینے والا کوئی نہیں ہوتا۔ آپ نے ایک ہی جملے میں سمجھا دیا کہ وزن اچھی طرح کرنے سے گاہک زیادہ آتے ہیں اور جن کے لئے کم تول کر تم دولت جمع کر رہے ہو وہ تمہیں زندگی میں تو پہچانیں گے مرنے کے بعد کوئی نہیں پوچھے گا اس لئے سودے کا وزن صحیح طرح کرنا چاہیے۔ دکاندار کے دل پر آپ کی بات کا گہرا اثر ہوا اور اس نے فوراً توبہ کی اور آئندہ کسی کو شکایت کا موقع نہ دیا۔ (سیرتِ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری، ص37، ملخصاً)

خواب میں آکر مرید کی اصلاح

اسی طرح آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ کے ایک مرید کہتے ہیں کہ میری شادی کے دوسرے ہی دن میں عشا کی نماز پڑھے بغیر سو گیا۔ خواب میں حضرت میاں صاحب کو انتہائی غصے کی حالت میں دیکھا، آپ ڈانٹتے ہوئے ارشاد فرمارہے ہیں: ”شادی کرتے ہی نماز چھوڑ دی؟“ یہ کہہ کر آپ نے مجھے دو تھپڑ بھی لگائے جس سے میں پلنگ سے نیچے گرا اور میری آنکھ کھل گئی۔ گھر والے یہ دیکھ کر حیران تھے کہ سوتے سوتے مجھے اچانک یہ کیا ہوا۔ میں فوراً اٹھ کر مسجد گیا اور نماز پڑھنے کے بعد گھر آکر اپنا خواب سنایا۔ (منبعِ انوار، ص56)

نمازِ باجماعت کی تاکید

حضرت میاں صاحب رَحمۃُ اللہِ علَیہ نمازِ باجماعت کے پابند تھے اور اس پر نہ صرف خود سختی سے عمل کرتے بلکہ دوسروں کو بھی اس کی تاکید فرماتے۔ ایک بار آپ کی مسجد کے خادم نماز کے وقت پانی بھر رہے تھے، انہیں معلوم نہ تھا کہ وقت کیا ہوا ہے۔ جب حضرت میاں صاحب رَحمۃُ اللہِ علَیہ کو معلوم ہوا کہ وہ جماعت میں شریک نہیں ہوئے تو آپ نے پوچھا: تم جماعت میں نہیں گئے؟ چونکہ وہ بہرے تھے لہٰذا خاموش رہے۔ آپ نے دوبارہ پوچھا، اس بار بھی وہ کچھ نہ بولے۔ آپ نے فرمایا: تم نے جماعت کی پرواہ نہیں کی، اس لئے اب تم یہاں نہیں رہ سکتے وہ آپ کی کوئی بات سمجھ نہ سکے۔ اسی دوران ایک دوسرے خادم بھی آگئے۔ آپ نے فرمایا: اسے یہاں سے لے جاؤ، انہوں نے کہا: حضور یہ سن نہیں سکتے۔ آپ

نے فرمایا اب تو ہو گیا لیکن آئندہ جماعت میں نہیں آئے گا تو اسے نکال دوں گا۔
(سیرتِ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری، ص 39، ملخصًا)

جماعت کی اہمیت

پیارے اسلامی بھائیو! ہمیں اپنے بزرگانِ دین کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے نماز باجماعت کی پابند کرنی چاہیے۔ قرآنِ پاک اور احادیثِ مبارکہ میں کثیر مقامات پر نماز کا حکم دیا گیا ہے اور جہاں بھی یہ حکم آیا ہے اس سے مراد نماز کو اس کے تمام تر فرائض و واجبات کے ساتھ ادا کرنا ہے اور نماز کے واجبات میں سے یہ بھی ہے کہ اسے باجماعت ادا کیا جائے جیسا کہ پارہ 1 سورۃُ البقرہ آیت نمبر 43 میں اِرشاد ہوتا ہے:

وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ ارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِیْنَ ﴿۴۳﴾

ترجمۂ کنز الایمان: اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ (پ 1، البقرة: 43)

اس آیتِ مبارکہ میں نمازِ باجماعت ادا کرنے پر ابھارا گیا ہے، گویا کہ فرمایا: نماز پڑھنے والوں کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھو۔ (تفسیر خازن، 1/49) لہٰذا بلا عذرِ شرعی کبھی بھی مسجد کی جماعت نہیں چھوڑنی چاہیے۔ احادیثِ مبارکہ میں جماعت سے نماز پڑھنے کے کثیر فضائل ہیں، ان میں سے 3 فرامینِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ملاحظہ کیجئے:

1. ارشاد فرمایا: جس نے کامل وضو کیا، پھر فرض نماز کے لیے چلا اور امام کی اِقتدا

میں فرض نماز پڑھی، اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(صحیح ابن خزیمہ، 2/373، حدیث:1489)

2. ارشاد فرمایا: باجماعت نماز تَنہا نماز پڑھنے سے 27 دَرَجے اَفْضَل ہے۔

(بخاری، 1/232، حدیث:645)

3. ارشاد فرمایا: جب بندہ باجماعت نماز پڑھے، پھر اللہ پاک سے اپنی حاجَت کا سوال کرے تو اللہ پاک اس بات سے حَیا فرماتا ہے کہ بندہ حاجَت پُوری ہونے سے پہلے واپس لوٹ جائے۔ (حلیۃ الاولیاء، 7/299، حدیث:10591)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہ علیٰ مُحمَّد

تعمیرِ مساجد

پیارے اسلامی بھائیو! ہمیں بھی چاہیے کہ پانچوں نمازیں مسجد میں ادا کرنے کا معمول بنائیں کیونکہ مسجد اللہ پاک کی عظیم نعمت اور شیطان کے شر سے بچنے کیلئے ایک مضبوط قلعہ ہے۔ اس کی تعمیر کرنا اور اسے آباد رکھنا انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلام کی سنت ہے۔ حضرت سیدنا داؤد عَلَیْہِ السَّلام نے بیت المقدس کی بنیاد رکھی اور اس کی تکمیل حضرت سیدنا سلیمان عَلَیْہِ السَّلام نے جنوں سے کروائی۔ اسی طرح مسجد الحرام کی تعمیر حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلام نے کی اور مسجدِ نبوی شریف کی تعمیر ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم نے فرمائی۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ نے انبیائے کرام کی اس سنت پر عمل کرتے ہوئے کئی مساجد تعمیر کروائیں جن کی تفصیل یہ ہے:

پہلی مسجد: محلہ نبی پورہ شرقپور شریف میں ایک قدیم مسجد تھی جس کا صرف نشان

باقی رہ گیا تھا، آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے نئے سرے سے اس کی تعمیر کروائی اور امامِ مسجد کیلئے ایک مکان بنوایا، پانی کے لئے کنواں، استنجا خانے اور وضو و غسل خانے بھی بنوائے۔ مسجد کے تعمیری کاموں میں آپ خود بھی شامل رہتے۔ **دوسری مسجد:** ڈاہرانوالہ شرقپور قبرستان میں بنوائی جس میں پانی کا کنواں، غسل خانہ اور طہارت خانے کے علاوہ امام مسجد کی رہائش کیلئے ایک حجرہ بھی بنوایا اور مسجد کی آبادکاری کیلئے ایک شخص کو مقرر فرمایا جو مسجد کی خدمت کرتا اور پھول پودے لگاتا تھا۔ **تیسری مسجد:** محلہ ڈُھدل پورہ میں ایک چھوٹی مسجد تعمیر کروائی۔ **چوتھی مسجد:** شہرِ مرشد کوٹلہ شریف میں ایک بہت بڑی اور عالیشان مسجد بنوائی۔ **پانچویں مسجد:** آپ نے اپنے کنویں پر تعمیر کروائی۔ **چھٹی مسجد:** شرقپور کے وسط میں تعمیر کروائی یہ وہ مسجد ہے کہ جب آپ کے جدِّ امجد حضرت مولانا غلام رسول رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شرقپور تشریف لائے تو لوگوں نے آپ کو اسی مسجد کا امام بنایا تھا۔ یہ سب مسجدوں سے بڑی اور زیادہ آباد ہے۔ اس کی توسیع کیلئے میاں صاحب نے چندہ کرکے ملحقہ مکانات خرید کر انہیں مسجد میں شامل کروادیا تھا۔ (خزینہ معرفت، ص138 ملخصاً)

مَسجد کی آبادکاری اور دعوتِ اسلامی

الحمدللہ عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی اپنے بُزرگانِ دین کے اس عظیم مشن کو لے کر دنیا بھر کے مختلف ملکوں، شہروں اور دیہاتوں میں مساجد تعمیر کرنے اور انہیں آباد رکھنے کیلئے دن رات کوشاں ہے تاکہ لوگ اپنا زیادہ سے زیادہ وقت مسجد میں بسر کریں اور عبادت و تلاوت اور نیک کاموں کے ثواب کا

ڈھیروں خزانہ حاصل کرسکیں۔(1) الحمدللہ دعوتِ اسلامی کی طرف سے مسجدوں کو آباد کرنے کیلئے ان میں مدنی قافلے بھیجے جاتے ہیں اور یوں علاقے کے لوگ مدنی قافلوں کی برکت سے علمِ دین سیکھتے ہیں(2) نمازِ فجر کے بعد کم از کم 3 آیات ترجمہ وتفسیر کے ساتھ سُنائی جاتی ہیں۔(3) مختلف نمازوں کے بعد امیرِ اہلسنّت دَامَتۡ بَرَکَاتُہُمُ الۡعَالِیَہ کی کتب ورسائل کے ذریعے مدنی درس دیا جاتا ہے۔(4) دعوتِ اسلامی کے بعض مدنی مراکز(فیضانِ مدینہ) میں ''دارُ السنہ'' قائم ہیں جن میں بنیادی ضروریاتِ دین، نماز کا عملی طریقہ، مختلف موضوعات پر سُنّتیں وآداب سیکھنے سکھانے کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔(5) مدرسۃ المدینہ بالغان کے ذریعے درست مخارج کے ساتھ قرآنِ کریم پڑھنا سکھایا جاتا ہے،(6) اس کے علاوہ دینی کاموں میں ترقی کیلئے مشاورت، تربیتی کورسز اور عاشقانِ رسول کی اصلاح وتربیت کیلئے سنتوں بھرے اجتماعات بھی منعقد کیے جاتے ہیں۔

آپ بھی مسجدیں آباد کرنے اور علمِ دین سیکھنے سکھانے کیلئے اس عظیم کام میں دعوتِ اسلامی کا ساتھ دیجئے اور رحمتِ خداوندی کے حقدار بن جائیے۔

صَلُّوا عَلَی الۡحَبِیۡب ! صلَّی اللہُ علٰی مُحمَّد

نشرواشاعتِ کتب

حضرت شیرِ ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے پاس اکثر پڑھے لکھے زائرین ومحبین حاضر ہوتے، آپ جس کیلئے جو نصیحت ضروری سمجھتے ارشاد فرماتے، ہر وقت آپ کے سامنے تفاسیر، احادیث اور کتبِ تصوف کا انبار لگا ہوتا جس میں

مختلف مقامات پر نشانیاں لگی ہوتیں جسے جو بات سمجھانا چاہتے، اسے ایک کے بعد دوسرا پھر تیسرا نشان کھول کر پڑھنے کو دیتے اور اس طرح ایک وقت میں ڈھیروں معلومات فراہم کر دیتے۔ اکثر سالکانِ تصوف کو کشف المحجوب وغیرہ کتبِ تصوف کا مطالعہ کرنے کی ترغیب دیتے، سیرت النبی پر زیادہ توجہ دیتے اور مختلف لوگوں کو سیرت کی کتب پڑھنے کا حکم دیتے، الغرض ہر ایک کو اس کے حسبِ حال اور ذوق کے مطابق مطالعہ کرنے کا مشورہ دیتے۔ آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ نے لوگوں کی رہنمائی اور علم سے آگاہی کیلئے فارسی کتب کے ترجمے کروائے اور انہیں شائع کروا کر مفت تقسیم فرمایا۔ (الرحیق العرفان، ص85 تا88 ملخصاً وملتقطاً)

عقائد کی اصلاح

حضرت شیرِ ربانی رَحمۃُ اللہِ علَیہ اپنے خلفاء و مریدین کو عقائدِ اہلسنت کے تحفظ کی تلقین فرمایا کرتے تھے، مناظرِ اسلام حضرت مولانا محمد عمر اچھروی رَحمۃُ اللہِ علَیہ فارغُ التحصیل ہونے کے بعد آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت کرنے کے بعد ان کے سینے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: محمد عمر جاؤ اور مذہبِ اہلسنت کا دفاع کرو، تمہیں کوئی بد مذہب شکست نہیں دے سکتا، تمہارا نام عمر ہے لہٰذا ساری عمر رسول اللہ کے دین کی نشر و اشاعت میں لگے رہنا۔

(چشمہ فیض شیر ربانی، 224)

حضرت شیرِ ربانی رَحمۃُ اللہِ علَیہ کے دستِ با برکت پر کئی بد عقیدہ افراد توبہ کر کے صحیح العقیدہ بن گئے، آیئے! اس سے متعلق دو واقعات ملاحظہ کیجئے، چنانچہ

حضور ہمیں دیکھ رہے ہیں

ایک مرتبہ کچھ بدمذہب حضرت میاں صاحب رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت میں آئے اور بطورِ اعتراض کہنے لگے کہ یہ بتایئے !کیا حضور نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حاضر وناظر ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں جس طرح اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں اس سے کہیں بہتر حضور عَلَیْہِ السَّلام ہمیں ملاحظہ فرمارہے ہیں۔ انہوں نے کہا: اچھا یہ بھی بتایئے کہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا: یہ تو میں خود بھی پڑھتا ہوں پھر آپ نے پُرجوش انداز میں پڑھا، اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہ۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلامُ عَلَیْکَ یا حَبِیْبَ اللہ۔ یہ سننا تھا کہ وہ سب بھی بلند آواز سے درود وسلام پڑھنے لگے اور پڑھتے پڑھتے بے ہوش ہوگئے۔ انہیں ہوش میں لانے کیلئے لوگ آگے بڑھے تو آپ نے منع فرمادیا۔ کچھ دیر بعد جب وہ خود ہوش میں آئے تو ان کے دلوں سے تمام شکوک وشُبہات دور ہو چکے تھے۔

(حدیثِ دلبراں، ص270 ملخصاً)

غوثِ پاک کی شان

خانقاہ شرقپور شریف کی مسجد میں یاشَیخ عبد القادر جیلانی شَیاًلِلّٰہ لکھا ہوا تھا اور حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ اکثر اس عبارت کو بطورِ وظیفہ بھی پڑھتے تھے۔ ایک بار ایک شخص جو کراماتِ اولیا کا منکر تھا، خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور یہ اعتراض کرنے لگا! کیا حضرت شَیخ جیلانی (رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ) بغداد میں آپ کی آواز سن لیتے ہیں جو آپ یہاں سے بیٹھ کر انہیں پکارتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت میاں

شیر محمد شر قپوری رَحمۃُ اللہِ علَیہ پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوگئی اور بلند آواز سے پڑھنے لگے۔ یاشَیخ عبد القادر جیلانی شَیأً لِلّٰہ۔ کراماتِ اولیاء کا منکر چیخ مار کر یکدم بے ہوش ہوگیا۔ جب اسے ہوش آیا تو حضرت میاں شیر محمد شر قپوری رَحمۃُ اللہِ علَیہ کے قدموں میں گر گیا اور بھری محفل میں حاضرین سے کہنے لگا: جب حضرت رَحمۃُ اللہِ علَیہ نے یاشَیخ عبد القادر جیلانی شَیأً لِلّٰہ کہا تو میں نے حضور غوثِ اعظم رَحمۃُ اللہِ علَیہ کو اپنی آنکھوں سے خانقاہ میں دیکھا وہ فرمارہے تھے کہ جو ہمیں پکارتا ہے ہم اس کے پاس پہنچ جاتے ہیں مگر پکارنے والا کوئی شیر محمد بھی تو ہو۔ (آدابِ مرشدِ کامل، ص116)

پیارے اسلامی بھائیو! ان واقعات سے معلوم ہوا کہ نبیِ کریم صلَّی اللہُ علَیہ واٰلِہٖ وسلَّم ہمارے ہر فعل سے باخبر ہیں اور ہمارے گناہوں کو بھی جانتے ہیں اور ہماری نیکیاں بھی آپ علَیہِ السَّلام سے پوشیدہ نہیں نیز آپ صلَّی اللہُ علَیہ واٰلِہٖ وسلَّم کے فیض سے ہمارے غوثِ پاک رَحمۃُ اللہِ علَیہ بھی اپنے چاہنے والوں کے حالات سے باخبر رہتے ہیں اور اللہ پاک کی عطا کردہ طاقت سے پکارنے والے کی نہ صرف فریاد سنتے ہیں بلکہ مشکل میں اس کی مدد بھی فرماتے ہیں۔ اس سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ اولیائے کرام ربِّ کائنات کی عنایات سے اپنے مزارات میں حیات ہیں، حضرت سیدنا علامہ علی قاری رَحمۃُ اللہِ علَیہ فرماتے ہیں: اولیائے کرام کی دونوں حالتوں (یعنی زندگی اور موت) میں اصلاً کوئی فرق نہیں، اسی لئے کہا گیا ہے کہ وہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں تشریف لے جاتے ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح، 3/ 459، تحت الحدیث:1366)

اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا امام اَحمد رضا خان رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ اولیائے کرام کی شانِ حیات کے بارے میں فرماتے ہیں: اَلحمدُ لِلّٰہ (بعدِ وفات) بَرزخ میں بھی ان کا فیض جاری اور غلاموں کے ساتھ وہی شانِ امداد ویاری ہے۔ امامِ اَجل عبدُ الوہّاب شَعرانی قُدِّسَ سِرُّہُ الرَّبّانی میزانُ الشَّریعۃِ الکُبرٰی میں ارشاد فرماتے ہیں: تمام آئِمَّۂ مُجتَہِدِین (رَحمۃُ اللہِ عَلَیہِم) اپنے پیروؤں (اتباع کرنے والوں) کی شَفاعت کرتے ہیں اور دُنیا و برزخ و قیامت ہر جگہ کی سختیوں میں ان پر نگاہ رکھتے ہیں یہاں تک کہ (پُل) صراط سے پار ہو جائیں۔ (المیزانُ الکبرٰی، 1 / 9) اِسی امامِ اَجل نے اِسی کتابِ اَجمل میں فرمایا: تمام ائمّۂ فُقہاء و صُوفیہ اپنے اپنے مُقلِّدوں کی شَفاعت کرتے ہیں اور جب ان کے مُقلِّد کی رُوح نکلتی ہے، جب منکر نکیر اس سے سوال کو آتے ہیں، جب اس کا حشر ہوتا ہے، جب نامۂ اعمال کھلتے ہیں، جب حساب لیا جاتا ہے، جب عمل تُلتے ہیں، جب (پُل) صِراط پر چلتا ہے، غرض ہر حال میں اس کی نگہبانی فرماتے ہیں اور کسی جگہ اس سے غافل نہیں ہوتے۔ (فتاویٰ رضویہ، 9 / 769 تا 770)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ علٰی مُحمَّد

احترامِ مسلم

حضرت شیرِ ربانی رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ کی پاکیزہ صفات میں ایک یہ بھی ہے کہ آپ ہر مسلمان کے ساتھ یکساں سلوک سے پیش آتے، کسی امیر کو غریب پر یا صاحبِ منصب کو اس کے ماتحت پر فوقیت نہ دیتے اور ہر ایک کے ساتھ مساوات قائم رکھتے۔ اگر آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ کے سامنے کسی کی تحقیر کی جاتی تو اسے بُرا جانتے اور

جس کی تحقیر کی جاتی اس کی دلجوئی فرماتے تھے، چنانچہ

ملازم کا احترام

ایک مرتبہ ایک عالی منصب شخص آپ رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اس کے ساتھ ایک آدمی تھا جو چہرے، لباس اور انداز سے اس کا ملازم معلوم ہوتا تھا۔ کھانے کے وقت جب دستر خوان لگایا گیا تو آپ رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ نے اس ملازم کو بھی کھانے کی دعوت دی لیکن وہ اپنی جگہ پر بیٹھا رہا۔ اس شخص نے کہا: یہ ہمارا ملازم ہے آپ اس کیلئے علیحدہ سے کھانا لگوادیں۔ آپ رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ اٹھے اور اندر سے کھانا لاکر اس ملازم کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا: تم بھی ملازم میں بھی ملازم۔ آؤ میں اور تم مل کر کھانا کھاتے ہیں، پھر آپ اس کے ساتھ کھانا تناول فرمانے لگے۔ یہ دیکھ کر وہ شخص بہت شرمندہ ہوا اور کہنے لگا: حضور! میں بھی آپ کے ساتھ کھانا چاہتا ہوں۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا: نہیں تم بڑے آدمی ہو تمہیں علیحدہ کھانا چاہیے، ہم دونوں ملازم ہیں اکٹھے کھائیں گے۔ (حدیثِ دلبراں، ص116، ملخصاً)

پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے حضرت میاں صاحب رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ نے اس شخص کو دینی بھائی چارہ اور مسلمانوں میں مساوات قائم رکھنے پر کیسا زبردست ذہن دیا اور اُسے عملی طور پر یہ بتادیا کہ کوئی مسلمان چاہے کتنا ہی مالدار ہو، دنیاوی عزت و مرتبے والا ہو یا کسی اعلیٰ خاندان سے تعلُّق رکھتا ہو اسے ہر گز ہر گز یہ حق نہیں پہنچتا کہ ایک مسلمان کو اپنے سے کمتر جانے اور لوگوں کے سامنے اسے ذلیل کرے بلکہ ایک مسلمان ہونے کے ناطے ہر ایک کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنا،

عزت دینا اور مسلمانوں میں مساوات قائم رکھنا ہی اسلام کی روشن تعلیمات کا حصہ ہے۔ مگر افسوس! فی زمانہ ہم اسلامی تعلیمات کو چھوڑ کر نہ جانے کس طرف جارہے ہیں اور اپنی قوم، زبان اور نسب پر فخر محسوس کرتے ہیں اور خود کو دوسروں سے افضل و اعلیٰ سمجھتے ہیں حالانکہ اللہ پاک کے نزدیک وہی مسلمان زیادہ عزت و اکرام والا ہے جو تقویٰ و پرہیز گاری میں دوسروں سے زیادہ ہو، جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ (پ:26، الحجرات:13) ترجمۂ کنز الایمان: بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزّت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔

مشہور مفسرِ قرآن، حکیم الاُمّت مُفتی احمد یار خان نعیمی رَحمۃُ اللہِ علَیہ اس آیتِ مُبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: سب اِنسانوں کی اصل حضرت آدم و حوّا (علٰی نبیّنا وعلیہ الصّلوٰۃُ والسّلام و رضی اللہُ عنہا) ہیں اور اِن کی اَصل مٹی ہے تو تم سب کی اَصل مٹی ہوئی پھر نسب پر اَکڑتے اور اِتراتے کیوں ہو۔ انسان کو مختلف نسب و قبیلے بنانا ایک دوسرے کی پہچان کے لیے ہے نہ کہ شیخی مارنے اور اِترانے کے لیے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہ علٰی مُحمَّد

عاجزی و انکساری

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رَحمۃُ اللہِ علَیہ اللہ پاک کے عظیمُ المرتبت ولیِ کامل تھے۔ معاشرے کے بڑے بڑے صاحبِ منصب افراد آپ کی قدم بوسی کرتے مگر اس عظمت و شہرت کے باوجود آپ کی ذات میں ذرہ بھر تکبر نہ آیا

بلکہ آپ عاجزی وانکساری کے پیکر تھے۔ آپ رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ غذا، لباس، خلوت وجلوت اور رہن سہن اور عادت واطوار میں عاجزی کو پسند فرماتے، محفل میں ہمیشہ دوزانو بیٹھتے اور مریدوں کو بھی اس کی تلقین کرتے۔ کسی کو بلانے کے بجائے خود اس کے پاس تشریف لے جاتے۔ اگر آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ چارپائی پر بیٹھے ہوتے اور کوئی آنے والا تعظیماً زمین پر بیٹھ جاتا تو اسے اوپر بیٹھنے کو کہتے اگر وہ نہیں بیٹھتا تو خود ہی زمین پر تشریف لے آتے۔ اگر کوئی آپ کی جوتیاں اٹھاتا تو آپ پسند نہ کرتے اور ارشاد فرماتے کہ بزرگوں کی جوتیاں سیدھی کی جائیں تو اس میں حرج نہیں، میں نہ بزرگ ہوں نہ ولی پھر میرے ساتھ ایسا کیوں کرتے ہو؟ ایک مرتبہ آپ کے ایک مرید نے عرض کی: حضور! آپ کے فلاں مرید نے آپ کو سلام عرض کیا ہے۔ آپ نے لفظ "مرید" سنا تو بہت رنجیدہ ہوئے اور اپنی داڑھی پکڑ کر روتے روتے فرمایا: "کیا یہ منہ پیر بننے کے قابل ہے؟" (خزینہ معرفت، ص141، 147، ملخصاً)

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ پاک کو اپنے بندے کا تکبر کرنا ناپسند اور عاجزی کرنا بہت پسند ہے۔ عاجزی کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا، اللہ کریم بندے کے عفو ودرگزر کی وجہ سے اس کی عزت میں اضافہ فرمادیتا ہے اور جو کوئی اللہ پاک کیلئے تواضع (عاجزی) اختیار کرتا ہے تو اللہ کریم اسے بلندی عطا فرماتا ہے۔

(مسلم، ص1071، حدیث:6592)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ علٰی مُحَمَّد

مسلمانوں میں صلح کا جذبہ

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رَحمۃُ اللہِ علیہ کے پاس اکثر برادری کے لوگ فیصلہ کروانے آتے تو آپ نہایت خوش اسلوبی سے ان کے درمیان فیصلہ فرماتے، سود خوروں سے فرماتے کہ سود کھانے کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ گویا کوئی اپنی ماں سے ستر بار زنا کرے۔ اکثر لوگ اپنے جرم سے توبہ کر لیتے اور صرف اپنی اصل رقم لیتے اور آپس میں صلح کر لیتے۔ برادری کے جھگڑوں میں لوگ ایک دوسرے کی شکایتیں بیان کرتے تو آپ فرماتے: حضور صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اپنی برادری کی طرف سے کس قدر تکلیفیں پہنچائی گئیں، برادری والوں نے آپ کو ہجرت پر مجبور کیا، کھانا پانی بند کر دیا آپ کو پتھر مار کر زخمی تک کر دیا لیکن آپ نے کسی سے بدلہ نہیں لیا۔ آپ کی یہ باتیں سن کر لوگوں کے دل نرم ہو جاتے تھے۔(خزینہ معرفت، ص141)

بھائیوں میں محبت پیدا ہو گئی

ایک مرتبہ لاہور کا ایک بااثر شخص جو ہر بار اپنے حلقے سے پنجاب اسمبلی کا ممبر منتخب ہوا کرتا، کسی بات پر اپنے چھوٹے بھائی سے اس کا جھگڑا ہو گیا، اب دونوں بھائی سیاسی میدان میں ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہو گئے۔ جب آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ کو معلوم ہوا کہ وہ دونوں بھائی الیکشن کے سلسلے میں شرقپور آئے ہوئے ہیں تو آپ صلح کی غرض سے پہلے بڑے بھائی کے پاس گئے اور اسے سمجھایا کہ بھائیوں کو تو آپس میں مل جل کر رہنا چاہیے مگر تم دونوں تو آپس میں ہی لڑنا شروع ہو گئے، بڑا بھائی تو باپ کی جگہ ہوتا ہے اس کی نظر میں چھوٹا بھائی اولاد کی

طرح ہونا چاہیے۔ تم اتنے عرصے تک اسمبلی کے ممبر بنتے آئے ہو، اگر اس بار چھوٹا بھائی جیت جائے تو تمہارا کیا چلا جائے گا؟ آپ رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ کی باتوں کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ وہ شرمندہ ہو کر عرض کرنے لگا: حضور جیسا آپ فرمائیں گے ویسا ہی ہوگا۔ آپ نے فرمایا: تو پھر اپنے چھوٹے بھائی کے حق میں دست بردار ہو جاؤ۔ اس نے فوراً یہ تحریر لکھ کر آپ کو پیش کر دی۔ اس کے بعد آپ رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ نے چھوٹے بھائی کو بھی اسی طرح علیحدگی میں سمجھایا تو وہ بھی اپنے بڑے بھائی کے حق میں اس عہدے سے دستبر دار ہو گیا۔ پھر آپ نے دونوں بھائیوں کو کسی کے گھر بلوایا اور صاحبِ خانہ سے اس کی بھینس کی طرف اشارہ کر کے پوچھا: یہ کتنے میں خریدی ہے؟ اس نے عرض کی: حضور! سو روپے میں لی تھی۔ آپ نے فرمایا: مجھ سے دو سو روپے لے لو اور مجھے ایک بھائی لا دو۔ آپ کے اس جملے میں نہ جانے کیسا اثر تھا کہ دونوں بھائی آپس میں گلے مل کر خوب روئے اور اس طرح آپ کی برکت سے ان کے دلوں کی کدورت ختم ہو گئی۔ (الرحیق العرفان، ص149، ملخصاً)

پیارے اسلامی بھائیو! صُلح کروانا ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سُنَّت ہے اور اللہ پاک نے اس کا حکم بھی ارشاد فرمایا ہے، چُنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

وَ اِنْ طَآىٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَاۚ

ترجَمۂ کنزُ الایمان: اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو ان میں صُلح کراؤ۔

(پ26، الحجرات:9)

صُلح کروانے کا طریقہ

صُلح کروانے والے کو چاہیے کہ پہلے اس مقصد میں کامیابی کیلئے اللہ پاک کی

بار گاہ میں دعا کرے، پھر دونوں کو اَلگ اَلگ بٹھا کر ان کی شِکایات سُنے اور اَہم نِکات لکھ لے۔ ایک فریق کی بات سُن کر کبھی بھی فیصلہ نہ کرے کہ ہو سکتا ہے جس کی بات اس نے سُنی وہی غلطی پر ہو، اس طرح دوسرے فریق کی حق تلفی کا قَوی اِمکان ہے۔ فریقین کی بات سننے کے بعد انہیں صُلح پر آمادہ کرے اور سمجھائے کہ ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مُبارک زندگی ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔ آپ نے اِیذا دینے والوں، ستانے والوں بلکہ اپنے جانی دشمنوں کو بھی معاف فرمایا ہے اور ہماری حالت یہ ہے کہ ہم چھوٹی چھوٹی باتوں پر اپنے مسلمان بھائی سے ناراض ہو جاتے ہیں، اس میں سراسر نقصان اور شیطان کی خوشی کا سامان ہے۔ لہٰذا اگر بتقاضائے بَشَرِیَّت کسی سے کوئی غَلَطی ہو جائے تو اسے مُعاف کر دینا چاہیے کیونکہ کوئی بھی جُرم ناقابلِ مُعافی نہیں ہوتا۔

فریقین کو صُلح کے فَضائل بتائے اور آپس کے اِختلافات کے سبب پیدا ہونے والے لڑائی جھگڑے، بُغض وحسد، گالی گلوچ، بے جا غصّے اور کینے وغیرہ کے دِینی و دُنیوی نُقصانات بیان کیے جائیں۔ فریقین کے جَذبات کو ٹھنڈا کرنے کے لیے انہیں اس طرح سمجھایا جائے کہ اگر آپ کو ان سے تکلیف پہنچی ہے تو یقیناً انہیں بھی آپ سے رَنج پہنچا ہو گا۔ ہم اس دُنیا میں ایک دوسرے کو رَنج و غم دینے اور جُدائیاں پیدا کرنے کے لیے نہیں آئے بلکہ ہم تو آپس میں اِتفاق و محبت کے ذَریعے جوڑ پیدا کرنے کے لیے آئے ہیں اور باہمی محبت و اِتحاد سے جو کام ہو سکتا ہے وہ اکیلے رہ کر نہیں ہو سکتا۔ پھر فریقین کو آمنے سامنے بٹھا کر ان کے درمیان صلح میں

سبقت کرنے کا جذبہ پیدا کر کے انہیں آپس میں ملوا دے۔ حتَّی الاِمکان کسی فریق کو دوسرے کے خِلاف بولنے نہ دے کہ تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے، جب ایک بولے گا تو دوسرا بھی اپنی صفائی پیش کرنے کے لیے بولے گا، یوں آپس میں بحث و مباحثہ ہو کر بسا اوقات بات بنتے بنتے بگڑ جاتی ہے اور پھر ان کے دَرمیان صلح کروانا اِنتہائی مُشکل ہو جاتا ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہ علٰی مُحمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ پاک اپنے برگزیدہ بندوں کو قرآن و سنت کی پیروی کرنے پر دنیا میں یہ انعام عطا فرماتا ہے کہ خواص و عوام سبھی کیلئے یہ نفوسِ قدسیہ لائقِ عقیدت واِحترام بن جاتی ہیں اور انہیں ایسے اختیارات و تصرفات عطا کیے جاتے ہیں جن کے ذریعے ان کی ذات سے ایسی کثیر کرامات کا صدور ہوتا جسے دیکھ کر لوگوں کی عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں۔ حضرت شیرِ ربانی، میاں شیر محمد شرقپوری رَحمۃُ اللہِ علَیہ سے بھی ایسی بہت سی کرامات کا ظہور ہوا آیئے! ان میں سے چند ملاحظہ کیجئے:

(1) مردہ زندہ کر دیا

ایک مرتبہ حضرت میاں صاحب رَحمۃُ اللہِ علَیہ مکان شریف میں اپنے دادا مرشد حضرت سید امام علی شاہ رَحمۃُ اللہِ علَیہ کے عرس میں شریک تھے، عصر کے وقت کچھ شور سنائی دیا، معلوم ہوا کہ زائرین میں سے کسی کا بیٹا فوت ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: دیکھو تو سہی شاید سکتے میں ہو، اس کے تلوے ملو، ہتھیلیوں کی مالش کرو ہوش آجائے گا۔لوگوں نے ایسا ہی کیا تو لڑکے کو واقعی ہوش آگیا۔ آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ نے

اس کے والدین سے کہا اسے فوراً یہاں سے گھر لے جائیں۔ حکم کی تعمیل میں وہ جیسے ہی گھر پہنچے لڑکا فوت ہو گیا۔ بعد میں میاں صاحب سے اس واقعہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”دراصل وہ سید امام علی شاہ رَحمۃُ اللہِ علَیہ کے عرس کا موقع تھا میں نے اللہ کریم سے دعا کی تھی کہ چند گھنٹوں کے لئے اسے زندہ کر دے تاکہ عرس شریف کی تقریب بخیر و عافیت اختتام پذیر ہو سکے۔ (منبع انوار، ص51)

(2) دہریے کی توبہ

ایک پروفیسر صاحب جو میاں صاحب رَحمۃُ اللہِ علَیہ کے عقیدت مند تھے ان کا ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ شاگرد جس کے عقائد و نظریات کافی خراب ہو گئے تھے اور وہ دہریہ بن کر اللہ پاک کی ذات کا منکر ہو گیا تھا۔ وہ شخص گفتگو میں ایسا ماہر تھا کہ بڑے بڑے لوگوں کو اپنی باتوں سے خاموش کروا دیتا۔ ایک دن پروفیسر صاحب کے کہنے پر ان کے ساتھ شرقپور میاں صاحب رَحمۃُ اللہِ علَیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو پروفیسر صاحب نے بارگاہِ شیرِ ربانی میں اس کے تمام حالات بیان کر دیئے، آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ نے اس کے دل پر ایسی روحانی نظر فرمائی کہ وہ سب کچھ بھول گیا اور ایمان لے آیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے چہرے پر داڑھی شریف بھی سجالی۔

(خزینہ معرفت، ص366 ملخصاً)

(3) کھیتی محفوظ ہو گئی

آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ ایک مرتبہ شاہ پور میں تھے، ان دنوں شاہ پور کے کھیتوں میں چوہے بہت ہو گئے تھے جو فصلوں کو نقصان پہنچا رہے تھے۔ آپ کے ایک خادم

نے اس بارے میں عرض کی تو آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ نے پوچھا تمہارے کھیت کہاں ہیں؟ وہ آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ کو اپنے ساتھ کھیتوں پر لے گئے۔ وہاں پہنچ کر حضرت میاں صاحب رَحمۃُ اللہِ علَیہ کھیت کی ایک طرف سے داخل ہوئے اور گھوم کر دوسری جانب سے باہر تشریف لے آئے۔ آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ کے اس عمل کی برکت سے پھر کبھی چوہوں نے ان کھیتوں کا رُخ نہیں کیا۔(تذکرہ اولیائے نقشبند، ص331، ملخصًا)

(4)ٹوٹی ہوئی کمر جُڑ گئی

ایک غریب آدمی آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا حضور! میری بیٹی کی شادی ہے لیکن میرے پاس کچھ نہیں ہے دعا فرمائیں کہ اللہ پاک اسباب پیدا فرمادے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: جو کچھ تمہارے پاس ہے اسی میں سادگی سے شادی کرنا قرض نہیں لینا کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ قرض لینے سے کمر ٹوٹ جاتی ہے، وہ شخص چلا گیا۔ جب شادی کے دن قریب آئے تو اس کی بیوی نے کہا کہ شادی قریب ہے کچھ تو انتظام کرو۔ اس نے کہا کہ میاں صاحب نے منع فرمایا ہے لہٰذا میں قرض نہیں لوں گا۔ لیکن پھر بیوی کے بار بار اصرار پر اس نے قرض لے لیا اور بیٹی کی شادی کر دی۔ کچھ دن بعد رات کے وقت لیٹا ہوا تھا کہ اچانک کمر کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ علاج معالجے کیلئے کئی جگہ دکھایا مگر افاقہ نہ ہوا۔ ایک دن بیٹھے بیٹھے اُسے خیال آیا کہ میاں صاحب نے فرمایا تھا کہ قرض لینے سے کمر ٹوٹ جاتی ہے۔ وہ اگلے ہی دن میاں صاحب کی بارگاہ میں پہنچا اور عرض کی: حضور میری کمر ٹوٹ گئی ہے دعا کیجئے۔ آپ نے فرمایا: میں نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ تمہاری کمر ٹوٹ

جائے میں نے تو یہ کہا تھا کہ لوگ ایسا کہتے ہیں۔ اچھا جاؤ قرض ادا کر دو اللہ پاک فضل فرمائے گا۔ اس آدمی نے جیسے تیسے سارا قرض ادا کر دیا۔ ایک دن لیٹے لیٹے کمر سے کڑاک کی آواز آئی اور اس کی کمر ٹھیک ہو گئی۔ (حدیثِ دلبراں، ص، 253، ملخصاً)

(5) پاگل پن دور ہو گیا

ایک بار کچھ لوگ زنجیروں میں جکڑے ہوئے ایک پاگل کو لے کر آئے۔ آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ اس وقت مسجد کے اندر عبادت میں مشغول تھے، عبادت میں مداخلت نہ ہو اس خیال سے وہ لوگ باہر ہی انتظار کرتے رہے، فراغت کے بعد جب میاں صاحب مسجد سے باہر تشریف لائے تو اس پاگل پر ایک نگاہِ کمال فرمائی اور ارشاد فرمایا: اسے کیوں باندھ رکھا ہے؟ یہ کہنا تھا کہ اس پاگل کے ہوش وحواس بحال ہو گئے اور وہ لوگوں سے پوچھنے لگا کہ مجھے کیوں باندھ رکھا ہے؟ مجھے کھول دو۔ حضرت میاں صاحب رَحمۃُ اللہِ علَیہ کے اشارے پر اسے کھول دیا گیا۔

(مختصر حالات اعلیحضرت شیر ربانی وحضرت ثانی لاثانی شرقپوری، ص15 ملخصاً)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہ علٰی مُحمَّد

مزاراتِ اولیاء پر حاضری

حضرت شیرِ ربانی رَحمۃُ اللہِ علَیہ اولیائے کرام سے بڑی محبت فرماتے اور اپنے فرامین کے ذریعے اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کو بھی اس جامِ محبت سے سیراب فرماتے۔ نہ صرف انہیں بزرگوں کے مزارات پر حاضری کی ترغیب دیتے بلکہ خود بھی بزرگانِ دین سے اکتسابِ فیض کیلئے ان کے مزارات پر حاضری

دیتے۔ آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ اولادِ غوث پاک میں سے ایک ولیِ کامل حضرت شاہ محمد غوث رَحمۃُ اللہِ علَیہ کے مزار پر حاضر ہوتے اور وہاں آغا سکندر شاہ صاحب جو صاحبِ مزار کی اولاد سے تھے، آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ بڑی محبت سے ملتے، ایک دوبار ان کے ہمراہ پشاور بھی گئے اور واپسی پر حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رَحمۃُ اللہِ علَیہ سے بھی ملاقات فرمائی۔ اس کے علاوہ آپ نے رَحمۃُ اللہِ علَیہ دہلی میں حضرت قبلہ خواجہ باقی باللہ نقشبندی، سرہند میں حضرت سیِّدُنا مجدّدِ اَلف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی نقشبندی، پانی پت میں حضرت غوث علی شاہ، ملتان میں حضرت شمس تبریز اور شیخ الاسلام حضرت بہاء الدین ابو محمد زکریا سہروردی رَحمۃُ اللہِ علَیہِم کے مزارات پر حاضری کیلئے سفر بھی فرمایا، نیز وقتاً فوقتاً قصور اور شرقپور کے مزارات پر بھی حاضری دیا کرتے تھے۔ (تذکرہ اولیائے نقشبند، ص428 ملخصاً)

امامِ اعظم سے عقیدت

آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ پکے حَنَفِیُّ الْمَذْہَب تھے اور امامِ اعظم کے مُقَلِّد تھے، آپ اپنے سب دوستوں اور ملنے والوں کو حنفی مذہب کی تلقین کرتے تھے، آپ فرمایا کرتے کہ ہم چار اعظموں کے درمیان ہیں، ہمارے رسول، رسولِ اعظم، ہمارے فاروق، فاروقِ اعظم، ہمارے امام، امامِ اعظم اور ہمارے غوث، غوثِ اعظم ہیں۔

(حدیثِ دلبراں، ص266)

غوثِ اعظم سے عقیدت

آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ حضور غوثِ پاک حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رَحمۃُ اللہِ علَیہ

سے بہت محبت فرماتے تھے۔ آپ مغرب کی نماز کے بعد اپنے وظائف سے فارغ ہوکر بڑے ذوق وشوق سے "یاحضرت سلطان شیخ سید عبد القادر جیلانی شَیئاً لِلّٰہ" پڑھا کرتے تھے (خزینہ معرفت، ص328) ہر مہینے گیارہویں شریف کی نیاز بڑے اہتمام کے ساتھ دلواتے، خود قندیلیں تیار کرواتے اور مسجد میں مختلف جگہوں پر انہیں روشن کرواتے۔ گیارہویں شریف کی محافل میں نعت خوانی کا خصوصی اہتمام کرتے اور غوثِ پاک کی سیرت پر بیان بھی فرماتے تھے۔ (سیرتِ میاں شیر محمد شرقپوری، ص46)

داتا گنج بخش سے عقیدت

حضرت شیرِ ربانی رحمۃُ اللہِ علیہ کو حضور داتا گنج بخش سید علی ہجویری رحمۃُ اللہِ علیہ سے بھی بے پناہ عقیدت تھی۔ ایک عرصے تک آپ کا یہ معمول تھا کہ عشاء کی نماز شرقپور میں ادا کرنے کے بعد حضور داتا گنج بخش رحمۃُ اللہِ علیہ کے مزار پر حاضری کیلئے لاہور روانہ ہوتے اور پھر فجر کی نماز پڑھنے کے بعد شرقپور واپس تشریف لاتے۔

(سیرتِ میاں شیر محمد شرقپوری، ص28)

نورانی چہرے والے بزرگ

ایک مرتبہ حضرت میاں صاحب رحمۃُ اللہِ علیہ لاہور میں ہی مقیم تھے۔ رات کے وقت اپنے مریدوں کے ساتھ داتا دربار پر حاضری کیلئے روانہ ہوئے، مزار کے قریب پہنچے تو آپ کی ملاقات ایک نورانی چہرے والے بزرگ سے ہوئی۔ آپ رحمۃُ اللہِ علیہ نے نہایت عقیدت واحترام کے ساتھ اُن سے مصافحہ کیا، کچھ دیر تک دونوں بزرگ خاموشی سے کھڑے رہے، پھر آپس میں مُصافحہ کیا اور وہ نورانی چہرے والے

بزرگ رَحمۃُ اللہِ علَیہ داتا دربار کی طرف روانہ ہوگئے۔ آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ نے مریدوں سے فرمایا کہ چلو اب واپس چلتے ہیں۔ جب گھر پہنچے تو مریدین نے عرض کی: حضور! آج سے پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ہم داتا دربار پر حاضری کیلئے گئے ہوں اور حاضری دیئے بغیر ہی واپس آگئے ہوں، پھر آج ایسا کیوں ہوا؟ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: مزار پر حاضری دے کر بھی داتا صاحب سے ہی ملنا تھا نا؟ وہ نورانی چہرے والے بزرگ داتا صاحب رَحمۃُ اللہِ علَیہ ہی تو تھے۔ (حدیثِ دلبراں، ص93 ملخصاً)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہ علٰی مُحمَّد

اقوالِ شیر ربانی

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رَحمۃُ اللہِ علَیہ کی بارگاہ میں علماء و عوام ہر طرح کے افراد حاضر ہو کر آپ کے ملفوظات سے نصیحت حاصل کرتے اور راہِ ہدایت پر گامزن ہو جاتے گویا آپ کی مجلس وعظ و نصیحت کا خزینہ اور گمراہوں کیلئے ہدایت کا زینہ تھی۔ آپ لوگوں کو تقویٰ و پرہیزگاری، سنتِ رسول کی پاسداری، صبر و شکر، محبت و اخوت وغیرہ اہم امور کی ترغیب دلاتے اور دنیا کی محبت، بغض و کینہ، ریاکاری، حُبِّ جاہ، نفسانی خواہشات جیسی بیماریوں کی مذمت بیان کر کے ان سے بچنے کی تاکید فرماتے تھے۔ آیئے! آپ کے چند فرامین ملاحظہ کیجئے اور ان عمل پر کی کوشش بھی کیجئے، چنانچہ آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ فرماتے ہیں:

1. اللہ کریم کا واحد ہونا ہمیں نبی کریم صلَّی اللہُ علَیہِ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی زبانِ مبارک سے بتایا ہے۔

2. جو اللہ پاک کے ذکر میں رہتا ہے وہ کبھی گمراہ نہیں ہوتا۔
3. نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت اللہ کریم کی اطاعت ہے۔
4. ہمیں دین کی جو نعمتیں ملی ہیں وہ نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے طفیل نصیب ہوئی ہیں۔
5. قرآنِ پاک انسان کی جسمانی اور روحانی بیماریوں شافی علاج ہے۔
6. حقیقی مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔
7. نماز کی بے حد تاکید ہے اور نماز ہی ذریعۂ نجات ہے اور ترکِ نماز میں بڑا سخت عذاب ہے۔
8. اللہ پاک نے ہر چیز انسان کیلئے پیدا فرمائی مگر انسان کو اپنی عبادت کیلئے پیدا فرمایا ہے۔
9. اولاد کو حافظ اور عالم بنانا بھی ذریعۂ نجات ہے۔
10. خود صالح اور پرہیز گار بنو اور اپنی اولاد کو بھی دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔
11. آج کل لوگ خواہشاتِ نفس کی خاطر شریعت کا فتوی تلاش کرتے ہیں مگر دینِ حق کی تلاش کوئی نہیں کرتا۔
12. خواہشاتِ نفسانی کو روکنا بڑی ہمت کا کام ہے اور یہی جہادِ اکبر ہے۔
13. موت دنیا کی تمام خواہشات کو ختم کر دیتی ہے۔

(الرحیق العرفان، ص386 تا 412، ملتقطاً، ملخصاً)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللہُ علٰی مُحَمَّد

وصالِ پُر ملال

آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ کو آخرِ عمر میں تبخیرِ معدہ کا مرض لاحق ہو گیا، بہت سے ڈاکٹروں سے علاج کروایا مگر افاقہ نہ ہوا۔ آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ بیماری کی وجہ سے اس قدر کمزور ہو گئے کہ پانچوں نمازیں حتّٰی کہ جمعہ کیلئے بھی مسجد میں آنا دُشوار ہو گیا۔ آپ رنجیدہ ہو کر فرماتے کہ مجھے کیا ہو گیا ہے کہ لوگ دُور دُور سے جمعہ پڑھنے مسجد میں آتے ہیں اور میں یہاں ہوتے ہوئے بھی مسجد میں نہیں جاسکتا۔ مسجد میں آئے ہوئے مشتاقانِ زیارت بھی آپ کو منبر پر نہ پا کر زار و قطار روتے۔ ڈاکٹروں نے آب و ہوا کی تبدیلی کیلئے آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ کو کشمیر جانے کا مشورہ دیا، کشمیر میں کچھ دن قیام کیا تو طبیعت مزید بگڑنے لگی اور واپس شرقپور آنا پڑا۔ اب معدے کے درد کے ساتھ ساتھ قے بھی آنا شروع ہو گئیں جس کی وجہ سے آپ مزید کمزور ہو گئے اور ڈاکٹروں نے جواب دے دیا۔ بیماری کی اس حالت میں بھی آپ نے فریضۂ تبلیغ نہ چھوڑا اور آنے والوں کو نماز اور درودِ پاک پڑھنے کی تلقین فرماتے۔ ایک دن اپنے برادرِ اصغر حضرت غلامُ اللہ ثانی لاثانی صاحب کو کچھ نصیحتیں فرمائیں۔ 3 ربیع الاول 1347ھ مطابق 20 اگست 1928ء بروز پیر کو آپ پر بیہوشی طاری رہی، اس وقت بھی زبانِ مبارک پر سورۂ اخلاص کا وِرد جاری تھا۔ پھر رات کے وقت آپ کی روحِ مبارک قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ کی نمازِ جنازہ حضرت پیر سید محمد مظہر قیوم شاہ صاحب نے پڑھائی۔ آپ کا مزارِ پُر انوار ڈاہر انوالہ قبرستان میں مرجعِ خلائق ہے۔ (حدیثِ دلبراں، ص309 تا 320، ملتقطاً و ملخصاً)

بعدِ وصال مدینے سے محبت

قیامِ پاکستان کے کچھ عرصے بعد مدینۂ منورہ کی ایک مشہور شخصیت پاکستان تشریف لائیں تولوگوں نے ان کا شاندار استقبال کیا، حضرت قبلہ ثانی صاحب رَحمۃُ اللہِ علَیہ کی دعوت پر وہ شرقپور آئے تو حضرت میاں صاحب رَحمۃُ اللہِ علَیہ کے مزار پر فاتحہ خوانی کیلئے حاضر ہوئے، فاتحہ کے بعد جب اٹھنے لگے تو اٹھتے اٹھتے دوبارہ بیٹھ گئے، دوسری بار پھر اٹھنا چاہاتو پوری طرح کھڑے بھی نہ ہوئے تھے کہ پھر بیٹھ گئے تیسری بار بھی ایسا ہی ہوا تو لوگ بڑے حیران ہوئے کہ آخر معاملہ کیا ہے۔ پوچھنے پر بتایا کہ جب بھی میں اٹھنے کا ارادہ کرتا ہوں تو مجھے محسوس ہوتا ہے کہ دو ہاتھ میرے گھٹنوں کو دباتے ہیں کہ بیٹھ جاؤ، میں پھر بیٹھ جاتا ہوں۔ جب تین بار ایسا ہی ہوا تو میں سمجھ گیا کہ حضرت میاں صاحب رَحمۃُ اللہِ علَیہ جو عاشقِ رسول تھے، مدینۂ منورہ سے میری نسبت کی وجہ سے مجھے اپنے پاس دیر تک بٹھانے کے خواہش مند ہیں۔

(حدیثِ دلبراں، ص331 ملخصاً)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہ علیٰ مُحمَّد

آپ کے خلفائے کرام

شیرِ ربانی، حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رَحمۃُ اللہِ علَیہ نے ساری زندگی اپنے محبین، متعلقین اورمریدین کی ہدایت ورہنمائی فرمائی اور اپنے مریدوں میں کچھ لوگوں کو ولایت کی منازل طے کرواکر خلافت واجازت سے بھی نوازا تھا۔ آیئے! حضرت شیرِ ربانی رَحمۃُ اللہِ علَیہ کے خلفائے کرام [1] کا مختصر تذکرہ ملاحظہ کیجئے۔

---

1 ... حضرت شیرِ ربانی رَحمۃُ اللہِ علیہ کے خلفائے کرام نے آپ کی صحبت وتربیت سے فیض پاکر اُمّت

(1) حضرت پیر میاں غلام اللہ ثانی شرقپوری

جانشین و برادرِ شیرِ ربانی، حضرت پیر میاں غلامُ اللہ ثانی، نقشبندی، شرقپوری رَحمۃُ اللہِ علَیہ کی ولادت 1891ء میں ہوئی۔ آپ نے قرآنِ پاک سے اپنی تعلیم کا آغاز کیا اور دینی تعلیم مکمل کرنے کے بعد علمِ طب سیکھا اور کچھ عرصے شرقپور شریف میں علاج معالجہ بھی کیا، پھر حکمت چھوڑ کر ایک سرکاری محکمے میں ملازمت اختیار فرمائی۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رَحمۃُ اللہِ علَیہ سے شرفِ بیعت ہونے کے بعد ملازمت چھوڑ کر حضرت میاں صاحب کی بارگاہ سے تربیت حاصل کرنے لگے، حضرت شیرِ ربانی نے اپنے آخری ایام میں آپ کو کچھ نصیحتیں فرمائیں اور ایسی نگاہِ ولایت ڈالی کہ منصبِ ولایت پر فائز فرما کر شرفِ خلافت سے نواز دیا۔ آپ کے وصال کے بعد حضرت ثانی صاحب رَحمۃُ اللہِ علَیہ نے نیابتِ شیر ربانی کے فرائض کو بحسن وخوبی انجام دیا اور پیر و مرشد کے طریقے پر چلتے ہوئے اپنے متعلقین و محبین کی تربیت فرمائی۔ آپ اخلاق و کردار میں بھی شیرِ ربانی کے ثانی تھے۔ آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ نے حضرت شیرِ ربانی کی یاد تازہ کرنے اور لوگوں کی علمی پیاس بجھانے کیلئے جامعہ حضرت میاں صاحب شرقپور شریف کی بنیاد رکھی جس میں قرآن وحدیث فقہ و تفسیر اور متعدد دینی علوم کی تعلیم دی جاتی تھی، درس گاہ کے قیام وطعام کے تمام اخراجات کا اہتمام آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ خود کرتے تھے۔ آپ نے مساجد کی تعمیرات اور ان کی آبادکاری

کی رہنمائی وپیشوائی فرمائی، ان کا ذکرِ خیر کتبِ سیرت میں موجود ہے۔ یہاں سیرت کے تمام گوشوں کو تفصیلاً بیان کرنا باعثِ طوالت ہے لہٰذا یہاں مختصر سیرتِ مبارکہ پر اکتفاء کیا گیا ہے۔

کیلئے بھی خوب کوشش فرمائی اور حضرت میاں صاحب رَحمۃُ اللہِ علیہ نے جو مساجد کچی تعمیر فرمائی تھیں حضرت ثانی صاحب رَحمۃُ اللہِ علیہ نے انہیں پختہ کروایا اور ان میں ائمہ و خطباء کو مقرر فرمایا۔ (مختصر حالات اعلیحضرت شیر ربانی وحضرت ثانی لاثانی شرقپوری، ص41، 42ملخصاً، الرحیق العرفان، ص445ملخصاً) آپ حضرت شیرِ ربانی رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ کے ایصالِ ثواب کیلئے ہر سال عرس کی تقریبات نہایت شان و شوکت سے مناتے اور اس میں شریک ہونے والے مریدین کی تربیت بھی فرماتے تھے۔ آپ احکام و مسائل کو قرآن وسنت کے دلائل کی روشنی میں بیان فرماتے۔ نیکی کی دعوت کے اہم فریضے پر عمل کرتے ہوئے آپ نہ صرف حقوقُ اللہ کا درس دیتے بلکہ حقوقُ العباد، اخلاق وآداب اور اولیا و علما کے فضائل و کمالات پر بھی گفتگو فرماتے، آپ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ سننے والوں کے دل و دماغ میں راسخ ہو جاتے۔ آپ مریدوں کو نماز کی پابندی کا درس دیتے ہوئے ارشاد فرماتے کہ نمازِ باجماعت اعظمُ الوظائف ہے جو ہزاروں وظائف سے بہتر ہے۔ آپ تقویٰ و پرہیز گاری، عاجزی وانکساری، امانت داری، صبر و تحمل اور توکل عَلَی اللہ جیسی پاکیزہ صفات کے حامل تھے۔ آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ نے 7 ربیع الاول 1377ھ کو وصال فرمایا آپ کا مزار شریف شرقپور میں حضرت شیرِ ربانی رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ کے پہلو میں واقع ہے۔

(الرحیق العرفان، ص445 تا 458، ملتقطاً ملخصاً)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ علٰی مُحمَّد

(2) حضرت صاحبزادہ پیر سید مظہر قیوم شاہ (مکان شریف)

خلیفۂ شیرِ ربانی، حضرت پیر سید مظہر قیوم شاہ رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ کی ولادت مکان شریف میں 1881ء میں ہوئی۔ آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ کا تعلق سادات اور اولیائے کرام کے خاندان سے تھا۔ گھریلو ماحول کا آپ کے بچپن پر یہ اثر ہوا کہ آپ کھیل کود اور لہو ولعب سے دور رہتے، ہر وقت تلاوتِ قرآن اور ذکر و درود میں مصروف رہا کرتے۔ آپ نے مکان شریف میں درگاہ حضرت امام علی شاہ رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ سے ملحق تعلیمی ادارے میں قرآنِ پاک سے اپنے تعلیمی سفر کا آغاز فرمایا، قرآنِ پاک پڑھنے کے بعد اپنے چچا جان سے علومِ اسلامیہ کی تکمیل فرمائی۔ آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ نے اپنے والدِ گرامی حضرت سید میر بارک اللہ رَحمۃُ اللہِ علیہ کے دستِ اقدس پر بیعت کی اور ان کی خلافت سے فیضیاب ہو کر ایک قدر شناس مرید کی حیثیت سے والدِ گرامی کی خدمت کا شرف حاصل کیا۔ آپ لباس و گفتار اور خوراک وغیرہ معاملات میں سادگی کو پسند کرتے تھے۔ آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ خود صاحبِ علم تھے اسی وجہ سے علماء و مشائخ اور اہلِ قلم کو پسند فرماتے اور ان کی حوصلہ افزائی بھی کرتے تھے۔ آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ نے اپنے پیر و مرشد اور والدِ گرامی کے وصال کے بعد مکان شریف سے نسبت اور فیوض وبرکات کا سلسلہ جاری رکھنے کیلئے حضرت شیرِ ربانی رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رَحمۃُ اللہِ علیہ نے انہیں خلافت و اجازت سے نوازا اور ایک کوٹ بھی عطا فرمایا جو آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ کے پاس بطورِ تبرک تاحیات محفوظ رہا۔ آپ رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ کا تعلق چونکہ

حضرت شیرِ ربانی کے پیر صاحب کے پیر خانے سے تھا اسی وجہ سے میاں صاحب رَحمۃُ اللہِ علیہ آپ کو پیر زادہ اور سجادہ نشین کی حیثیت سے دیکھتے تھے۔ آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ کو حضرت شیرِ ربانی کی نمازِ جنازہ پڑھانے کا شرف حاصل ہوا اور حضرت میاں صاحب رَحمۃُ اللہِ علَیہ کے وصال کے بعد آپ کے مشہور خلفاء میں سب سے پہلے آپ ہی کا وصال 14 ربیع الاول ۱۳۶۱ھ مطابق یکم اپریل 1942ء کو ہوا۔ آپ کا مزارِ فائضُ الانوار مکان شریف میں حضرت سید امام علی شاہ رَحمۃُ اللہِ علَیہ کے مزار شریف سے چند قدم کے فاصلے پر موجود ہے۔

(تذکرہ حضرت شیر ربانی شرقپوری اور ان کے خلفاء، ص166 تا173)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ علٰی مُحمَّد

(3) حضرت پیر سید نورُ الحسن شاہ بخاری (کیلیانوالہ شریف)

خلیفۂ شیرِ ربانی، حضرت پیر سید نورُ الحسن شاہ بخاری رَحمۃُ اللہِ علَیہ کی ولادت 27 جمادی الاول مطابق 30 جنوری 1889ء میں احمد نگر گوجرانوالہ میں ہوئی۔ آپ کا تعلق سادات گھرانے سے ہے۔ (انشراح الصدور بتذکرۃ النور، ص41، 42، ملتقطاً وملخصاً) آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ نے پانچ سال کی عمر میں اسکول میں داخلہ لیا، آپ پڑھائی میں انتہائی ذہین اور اساتذہ کے محبوب ترین شاگرد تھے مگر کچھ گھریلو مسائل کی وجہ سے ساتویں جماعت تک پڑھنے کے بعد ظاہری تعلیم کا یہ سلسلہ ختم ہوگیا اور آپ نے اس کم عمری میں ہی کھیتی باڑی کا کام بڑی محنت اور دل جمعی سے کیا۔ آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ بچپن ہی سے نمازِ باجماعت کی پابندی فرماتے اور رمضان المبارک میں پورے

مہینے کے روزے رکھتے تھے، نوجوانی کے ایام میں بھی سخت گرمیوں میں روزے کی حالت میں کھیتی باڑی کرتے تھے۔(انشراح الصدور بتذکرۃ النور، ص44 تا50، ملتقطاً وملخصاً)

آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ سچائی، امانت داری، توکل اور وعدے کی وفاداری جیسی پاکیزہ صفات کے حامل تھے۔ کھیتی باڑی کے کام کے ساتھ ساتھ آپ کو خطاطی سیکھنے کا شوق ہوا تو وقت نکال کر یہ فن سیکھا اور اس میں مہارت حاصل کرکے کچھ کتابیں بھی تحریر فرمائیں نیز کچھ مدت یہ کام کرنے کے بعد اس پیشے سے اکتاہٹ کی وجہ سے یہ کام چھوڑ دیا۔ آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ نعت گو شاعر اور خوش الحان نعت خواں بھی تھے، آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ رات کے وقت تنہائی میں بیٹھ کر نعت شریف پڑھا کرتے تھے۔(انشراح الصدور بتذکرۃ النور، ص51، 52، ملتقطاً وملخصاً) آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ اپنے بڑے بھائی کے ہمراہ زمینوں کے سلسلے میں شرقپور آئے تو پہلی مرتبہ بارگاہِ شیرِ ربانی میں حاضر ہوئے، حضرت میاں صاحب رَحمۃُ اللہِ علیہ نے آپ سے نام دریافت فرمایا تو عرض کی: "نور الحسن" حضرت شیرِ ربانی نے فرمایا: "حسن کا نور بنادوں؟" زمینوں کا تبادلہ کوئی ضروری نہیں ہے اگر چاہو تو ہم تمہاری قسمت کا تبادلہ کرسکتے ہیں؟ اس وقت آپ خاموشی سے واپس چلے گئے پھر دوسری بار کسی کام کی غرض سے شرقپور آنا ہوا تو بارگاہِ شیرِ ربانی میں آپ کے دستِ بابرکت پر بیعت ہوگئے۔(انشراح الصدور بتذکرۃ النور، ص62، 63، ملتقطاً وملخصاً) اس کے بعد حضرت شیرِ ربانی سے ایسی محبت ہوئی کہ گھر جاتے تو دل نہ لگتا اور فوراً شرقپور چلے آتے، کافی عرصے تک مرشد کی خدمت میں رہے اور آپ کی برکتوں سے مستفیض ہوتے رہے اسی دوران مرشدِ کامل نے

سلسلۂ نقشبندیہ کی خلافت و اجازت سے نواز دیا۔(چشمۂ فیض ربانی، ص357، ملخصًا) آپ کئی سال تک جوڑوں کے درد میں مبتلا رہے اور علاج کے باوجود افاقہ نہ ہوا بلکہ مرض شدت اختیار کرتا گیا حتّٰی کہ کھانا پینا بھی چھوڑ دیا جس کی وجہ سے کافی کمزور ہوگئے، مگر اس حالت میں بھی نمازِ باجماعت، تلاوتِ قرآن اور اَوراد و وظائف معمول کے مطابق ہی کرتے۔ آخری ایام میں مرشدِ کامل حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا عرس شروع ہوا تو آپ نے اس میں اپنے صاحبزادوں حضرت سید باقر علی شاہ اور حضرت سید جعفر علی شاہ کو شرکت کیلئے روانہ فرمایا۔ عرس کی تقریب ختم ہونے والی تھی کہ 3 ربیع الاول 1372ھ مطابق 1952ء کو آپ کا وصال ہوگیا۔ عرس کی اختتامی دعا کے بعد آپ کے وصال کا اعلان ہوا۔ تجہیز و تکفین کے بعد حضرت کیلیانوالہ شریف ضلع گوجرانوالہ پنجاب کی جامع مسجد سے متصل آپ کا مزارِ فائضُ الانوار مرجعِ خلائق ہے۔

(چشمۂ فیض شیر ربانی، ص59 تا 360، ملخصًا)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہ علٰی مُحمَّد

(4) حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ کرماں والے

حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری المعروف کرماں والی سرکار رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی ولادتِ باسعادت پنجاب کے ضلع فیروزپور قصبہ کرمونوالہ میں 1883ء میں ہوئی۔ آپ سادات گھرانے سے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ میں کھیل کود اور بچپن کی بری عادات بالکل نہ تھیں، آپ نے پرائمری تک اسکول میں ابتدائی تعلیم حاصل

کی اور قرآنِ پاک پڑھنے کے بعد اسلامی علوم و فنون سیکھنے کیلئے آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ نے ایک مدرسے میں داخلہ لیا نیز حصولِ علم کی خاطر آپ نے مختلف شہروں کا سفر بھی فرمایا۔ آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ نے دورانِ تعلیم دہلی میں پہلی بار "موت اور یادِ الٰہی" کے موضوع پر زبردست بیان فرمایا جسے سن کر تمام حاضرین دنگ رہ گئے اور اساتذہ کرام نے بھی آپ کی علمی قابلیت کی خوب حوصلہ افزائی فرمائی۔ (معدنِ کرم، ص90 تا91، ملخصاً) آپ نے ابتداءً حضرت مولانا شرف الدین رَحمۃُ اللہِ علیہ سے بیعت کی مگر ان کے وصال کے بعد حضرت شیرِ ربانی رَحمۃُ اللہِ علیہ کے تقویٰ و پرہیزگاری اور علم و عرفان کا چرچہ سن کر آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ کی ذاتِ بابرکات کا انتخاب فرمایا اور بارگاہِ شیرِ ربانی میں حاضر ہوئے۔ حضرت شیرِ ربانی رَحمۃُ اللہِ علیہ نے نہایت مشفقانہ انداز میں فرمایا: شاہ جی! کچھ علم بھی پڑھا ہے؟ آپ نے عرض کی: جی حضور! پڑھا تو ہے لیکن سمجھ نہیں آیا۔ شیرِ ربانی رَحمۃُ اللہِ علیہ نے فرمایا: اللہ پاک سمجھ بھی عطا فرمادے گا۔ حضرت میاں صاحب رَحمۃُ اللہِ علیہ سے بیعت کے بعد آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ کا شرقپور میں آمد و رفت کا سلسلہ شروع ہوگیا اور کچھ ہی عرصے میں راہِ سلوک طے کر کے بارگاہِ شیرِ ربانی سے اجازت و خلافت حاصل کی۔ پیر و مرشد کو اپنے مریدِ کامل پر ایسا بھروسا تھا کہ فیروز پور سے مسائل حل کروانے کیلئے آنے والوں سے فرماتے کہ حضرت شاہ صاحب کے پاس چلے جایا کرو ایک ہی بات ہے اتنی دور آنے کی ضرورت نہیں۔ (معدنِ کرم، ص92، 93، ملخصاً) مریدِ کامل بھی اپنے پیرخانے سے بے حد محبت و عقیدت رکھتے تھے جب شرقپور آنا ہوتا تو اپنے شہر سے رائے ونڈ تک ریل

کے ذریعے سفر فرماتے اور اس سے آگے شر قپور تک پیدل سفر کرتے تھے۔ سفر کے دوران بھی ادب کی وجہ سے خاموش رہتے اور جب بارگاہِ شیرِ ربانی میں حاضر ہوتے تو نگاہیں جھکائے رکھتے تھے۔ (تذکرہ حضرت شیر ربانی اور ان کے خلفاء، ص191، ملخصاً) آپ ہر معاملے میں سنتِ رسول کی پیروی کرتے، عاجزی وانکساری کو پسند فرماتے اور مریدوں سے بڑی شفقت و محبت فرماتے۔ آپ خود بھی عقائدِ اہلسنت کے پابند تھے اور مریدین کو بھی قرآن و حدیث کی روشنی میں ان عقائد کی تلقین فرماتے تھے۔ آپ کی ذاتِ بابرکت سے کثیر کرامات کا صدور ہوا۔ (تذکرہ حضرت شیر ربانی اور ان کے خلفاء، ص193 تا 196، ملخصاً) آخری ایام میں شدید بیماری کے باعث 27 رمضان المبارک 1385ھ مطابق 20 جنوری 1966ء میں آپ کا وصال ہو گیا، تجہیز و تکفین کے بعد جامع مسجد حضرت کرمانوالہ شریف (ضلع اوکاڑہ) اور رہائش گاہ کے قریب ایک خالی پلاٹ میں آپ کی تدفین کی گئی، آج اسی مقام پر مزارِ پُر انوار مرجعِ خلائق ہے۔ (تذکرہ حضرت شیر ربانی اور ان کے خلفاء، ملخصاً، ص230)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيب! صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّد

(5) حضرت پیر ابو رضا سید حاکم علی شاہ لاہوری

خلیفۂ شیرِ ربانی، حضرت پیر ابو الرضا سید حاکم علی شاہ رَحمۃُ اللہِ علیہ 1297ھ مطابق 1880ء کوٹلی منو ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق سادات گھرانے سے تھا۔ آپ بچپن میں عادات واطوار کے لحاظ سے عام بچوں سے مختلف تھے، ہر وقت ذکرِ خداوندی، عبادت و ریاضت میں مصروف اور اللہ پاک کی رضا پر راضی

رہنے والے تھے اسی وجہ سے آپ ”ابو الرضا“ مشہور ہوئے۔ آپ نے اپنی تعلیم کا آغاز قرآنِ پاک سے کیا، آپ چونکہ بے حد ذہین وفطین تھے اس لئے تھوڑے ہی عرصے میں قرآنِ پاک مکمل حفظ کرلیا اور اسکول کی ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد دینی علوم کی طرف راغب ہوئے اور صرف و نحو، تفسیر وحدیث، فقہ وغیرہ فنون کی تحصیل میں مشغول ہوگئے ،ابھی آپ زیرِ تعلیم ہی تھے کہ والدِ محترم کا سایۂ عاطفت اُٹھ گیا، والد صاحب کے وصال کے بعد تعلیم و معاش کا حصول آپ کے لئے انتہائی دشوار ہو گیا مگر آپ ہمت و حوصلے کے ساتھ دونوں چیزیں ساتھ لے کر چلتے رہے اور بالآخر عالمِ دین بن گئے۔(چشمہ فیضِ شیر ربانی، ص384، 385، ملخصاً)

ظاہری علوم کے بعد باطنی علوم سیکھنے کیلئے پیر و مرشد کی تلاش میں نکلے تو حضرت شیرِ ربانی میاں شیر محمد شرقپوری کی بارگاہ میں پہنچے۔ شیرِ ربانی نے نہایت شفقت و محبت سے استقبال کیا اور سینے سے لگا کر اپنے دستِ بابرکت پر شرفِ بیعت سے نوازا۔ اس کے بعد سے آپ ہر جمعہ کے دن اپنے شہر سے شرقپور شریف حاضر ہوتے اور شیرِ ربانی کی اقتداء میں نمازِ جمعہ ادا کرتے اور صحبتِ شیرِ ربانی سے فیضیاب ہوتے، کچھ ہی عرصے میں راہِ سلوک طے کرنے کے بعد پیر و مرشد کی خلافت سے مشرف ہوگئے۔ آپ ہر وقت تلاوتِ قرآن، ذکرِ الٰہی، درود و سلام، عبادت وریاضت، تصورِ شیخ اور دیگر اوراد و وظائف میں مشغول رہا کرتے تھے۔ آپ لوگوں میں وعظ و نصیحت فرماتے تو قرآنِ کریم کی ایک ایک آیت کی کئی کئی تفاسیر بیان فرماتے جسے سن کر لوگوں پر ایک خاص کیفیت طاری ہو جاتی، گویا انہیں

یوں محسوس ہوتا کہ علم و عرفان کی موسلا دھار بارش ہو رہی ہے۔(چشمہ فیضِ شیر ربانی، ص386، 387، ملخصاً) آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ کو شاعری سے بھی شغف تھا، عام شعراء کی طرح فضول شاعری کرنے کے بجائے آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ نبیِ پاک صَلَّی اللہُ علَیہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کی نعت شریف لکھا کرتے۔آپ سے کئی کرامات کا صدور ہوا اور 20ذوالحج 1359ھ 22 جنوری 1940ء میں آپ کا وصال ہو گیا، مزارِ پُر انوار چوک یتیم خانہ، سمن آباد روڈ لاہور میں مرجعِ خلائق ہے۔(چشمہ فیضِ شیر ربانی، ص389، 391، ملخصاً)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ علٰی مُحمَّد

(6) حضرت مولانا پیر سید ابراہیم شاہ بخاری (نارنگ منڈی)

خلیفہ شیر ربانی، حضرت مولانا پیر حافظ سیّد محمد ابراہیم شاہ بخاری رَحمۃُ اللہِ علَیہ کی ولادت 1314ھ کو موضع چونی کلاں (ضلع انبالہ) ہند میں ہوئی۔ آپ نے تعلیم کا آغاز قرآنِ پاک سے کیا اور تھوڑے ہی عرصے میں قرآنِ پاک حفظ کر لیا۔ اس کے بعد آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ نے علومِ اسلامیہ کی ابتدائی کتب پڑھیں اور پھر مشہور تاریخی درس گاہ ”جامعہ نعمانیہ لاہور“ میں داخلہ لے لیا، تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے مختلف مقامات و مساجد میں درس و تدریس اور تبلیغِ دین کو ترجیح دی اور نہایت محنت و شوق سے تاحیات اسی شعبے سے وابستہ رہے اور اپنے صاحبزادوں کو بھی ان علوم وفنون کی تعلیم دینے کے بعد تدریس و تبلیغ کرنے کی تاکید فرمائی۔ آپ نے تلاشِ مرشدِ کامل شروع کی تو حضرت شیرِ ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رَحمۃُ اللہِ علَیہ کی ذاتِ بابرکات کا انتخاب فرما کر آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ کے دستِ اقدس پر

شرفِ بیعت سے فیضیاب ہوگئے۔ بیعت کے بعد وقتاً فوقتاً بارگاہِ مرشد میں حاضری دینے لگے اور مرشدِ کامل کے فیضانِ نظر سے راہِ سلوک طے کرکے پیر و مرشد سے اجازت و خلافت حاصل کی۔ آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ بچپن ہی سے عبادت و ریاضت کے پابند تھے جیسے جیسے بڑے ہوتے گئے ان معمولات میں مزید پختگی آتی گئی، آپ فرائض کے علاوہ نوافل اور اوراد و وظائف کی تاحیات پابندی فرماتے رہے حتّٰی کہ آخری عمر میں بھی بیماری کے باوجود ان معمولات کو ترک نہیں فرمایا۔ آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ سے بھی کئی کرامات کا صدور ہوا اور بالآخر 25 جُمادَی الاُخریٰ 1387ھ کو وصال فرمایا۔ آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ کا مزار فائضُ الانوار محلہ پیر بخاری نارنگ منڈی (ضلع شیخوپورہ) میں واقع ہے۔

(تذکرہ خانوادہ حضرت ایشاں، ص633 تا642 ملخصًا)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہ علٰی مُحمَّد

(7) حضرت پیر میاں رحمت علی نقشبندی (گھنگ شریف)

خلفائے شیرِ ربانی میں ایک نام حضرت پیر میاں رحمت علی نقشبندی رَحمۃُ اللہِ علَیہ کا بھی ہے جو ایک صاحبِ کرامات بزرگ ہیں۔ آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ ۱۳۱۷ھ گھنگ شریف (ضلع لاہور) میں پیدا ہوئے۔ آپ قرآنِ پاک پڑھنے کے بعد دینی تعلیم حاصل کرتے اور والد صاحب کے ساتھ کھیتی باڑی میں ان کا ہاتھ بھی بٹاتے لیکن زیادہ تر وقت مسجد کی خدمت، اہلِ علم کی صحبت اور ذکرِ الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ جب آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ کی عمر 15 سال ہوئی تو اپنے دادا جان کے ہمراہ کبھی کبھی بارگاہِ

شیرِ ربانی میں حاضر ہوتے، ایک مرتبہ جب حضرت شیرِ ربانی رَحمۃُ اللہِ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ نے خصوصی توجہ فرمائی، اس کے بعد سے آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ کو گھر پہنچ کر کسی طرح سکون نہیں ملا اور بالآخر والدین سے اجازت لے کر حضرت میاں صاحب کی بارگاہ میں شرفِ بیعت کیلئے حاضر ہو کر مرید بن گئے۔ حضرت شیرِ ربانی رَحمۃُ اللہِ علیہ نے آپ کو اوراد و وظائف، تلاوتِ قرآن، نماز و روزے اور شریعت کی پابندی کی تلقین فرمائی آپ رَحمۃُ اللہِ علیہ ان نصیحتوں پر تادمِ حیات عمل پیرا رہے۔ آپ اپنے مرشدِ کامل حضرت شیرِ ربانی سے بیعت ہونے کے بعد آپ کی خدمت میں حاضری دیتے رہے اور منازلِ سلوک طے کرتے ہوئے فَنَا فِی الشَّیخ کے درجے پر فائز ہوگئے تو پیر و مرشد نے آپ کو خلافت و اجازت عطا فرمائی۔ (ذکرِ رحمت، ص40 تا 42، ملخصاً) آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ علمائے کرام سے بڑی محبت فرماتے، آپ حنفی المسلک اور عقائدِ اہلسنت کے پیروکار اور سچے عاشقِ رسول تھے جہاں قرآن وسنت کی مخالفت اور عقائدِ اہلسنت کے منافی بات دیکھتے فوراً اصلاح کرتے۔ (ذکرِ رحمت، ص89، ملخصاً) آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ نے پیر و مرشد کی پیروی کرتے ہوئے اپنے علاقے میں ایک چھوٹی مسجد کی توسیع کیلئے اطراف کے مکانات خرید کر ایک نہایت خوبصورت اور وسیع و عریض مسجد تعمیر کروائی جس کا نام "جامع مسجد الرحمت" رکھا گیا، آپ اسی مسجد میں تاحیات امامت و خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اللہ پاک نے چونکہ آپ کو علمِ لدنی سے نوازا تھا اسی وجہ سے آپ قرآن و حدیث، بزرگانِ دین کے اقوال اور فقہِ حنفی کے مسائل پر گفتگو فرماتے، آپ کی زبان مبارک

سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ سامعین کے دل پر گہرا اثر چھوڑتا تھا۔ آپ نے مسجد سے متصل مزید مکانات خرید کر ایک تعلیمی ادارہ بھی قائم کیا جس میں قرآنِ کریم حفظ و ناظرہ پڑھانے کے ساتھ ساتھ مختلف علوم و فنون کی تعلیم کا سلسلہ بھی شروع کیا گیا۔ (چشمہ فیض شیر ربانی، ص 395 تا 396 ملخصاً) آپ رَحمۃُ اللہِ علَیہ زندگی کے آخری ایام میں بیمار ہو کر 23 محرم الحرام 1390ھ میں وصال فرماگئے۔ آپ کا مزارِ پُر انوار آپ کی تعمیر کردہ مسجد و مدرسہ گھنگ شریف ضلع لاہور سے متصل مقام پر مرجعِ خلائق ہے۔ (چشمہ فیض شیر ربانی، ص399 ملخصاً)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہ علٰی مُحمَّد

(8) حضرت پیر حاجی عبد الرحمٰن قصوری

حضرت پیر حاجی عبد الرحمٰن قصوری رَحمۃُ اللہِ علَیہ قصور شہر کے قریبی علاقے ٹولووالہ میں 1865ء میں پیدا ہوئے، آپ کے والدین نے آپ کا نام پہلوان رکھا مگر مرشدِ کامل حضرت شیرِ ربانی رَحمۃُ اللہِ علَیہ نے نام تبدیل فرما کر عبد الرحمٰن رکھا۔ آپ نے قرآنِ پاک پڑھنے کے بعد قصور کے ایک گورنمنٹ اسکول میں نہایت شوق و لگن کے ساتھ تعلیم حاصل کی جس میں ہر سال آپ کی تعلیمی کیفیت پوری کلاس میں ممتاز ہوتی۔ حصولِ معاش کیلئے ذراعت کا پیشہ اختیار فرما کر اس میں بڑی محنت اور امانت داری سے کام کیا۔ بچپن ہی سے آپ کو دینی تعلیم سے شغف تھا اسی وجہ سے والدین کی اجازت سے قصور کے ایک تعلیمی ادارے "دارالعلوم ہمدانیہ" میں داخل ہوئے اور تفسیر، حدیث، فقہ اور دیگر علوم و فنون کی تکمیل فرمائی۔ ایک

مرتبہ مدرسے میں حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رَحمۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ تشریف لائے تو شرفِ ملاقات سے نوازنے کے بعد شیرِ ربانی نے فرمایا کہ ہمارے یہاں شرقپور آیا کریں۔ اس دعوت کے بعد زمانہ طالبِ علمی سے ہی شرقپور آنے جانے کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ علومِ اسلامیہ کی تکمیل کے بعد شرفِ بیعت حاصل کرکے حکمِ شیرِ ربانی پر "جامع مسجد حضرت میاں صاحب" میں موذن مقرر ہوگئے۔ اس دوران بارگاہِ مرشد سے خوب فیوض وبرکات حاصل کیے اور بہت جلد راہِ سلوک کی منازل طے کرلیں، بالآخر مرشدِ کامل نے آپ کو تحریری خلافت سے نوازا۔ (چشمہ فیضِ شیر ربانی، 362 تا 364 ملخصاً) آپ رَحمۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ روزانہ تلاوتِ قرآن، دلائلُ الخیرات شریف، قصیدۂ غوثیہ اور پانچ ہزار مرتبہ درودِ خضری کا ورد فرماتے۔ آپ سے کئی کرامات کا ظہور ہوا اور آپ نے کئی پریشان حالوں کی دستگیری فرمائی۔ حضرت شیرِ ربانی کے وصال کے بعد مرشد کی جدائی کا غم اس قدر بڑھا کہ مرض کی صورت اختیار گیا اور آپ کو فالج ہوگیا۔ آپ رَحمۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بیماری کے باوجود بھی نمازِ باجماعت اور اوراد و وظائف کی پابندی کرتے۔ بالآخر 24 محرم الحرام 1359ھ مطابق 1940 میں وصال فرماگئے، تجہیز و تکفین کے بعد آپ کی تدفین بستی چراغ شاہ قصور کے قبرستان میں کی گئی۔

(چشمہ فیض شیر ربانی، ص 371 تا 372)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ علٰی مُحمَّد

مجلس مزاراتِ اولیا

پیارے اسلامی بھائیو! دعوتِ اسلامی دنیا بھر میں نیکی کی دعوت عام کرنے،

سنتوں کی خوشبو پھیلانے، عِلمِ دین کی شمعیں جلانے اور لوگوں کے دلوں میں اولیاءُ اللہ کی محبت و عقیدت بڑھانے میں مصروف ہے۔ الحمد للہ (تادمِ تحریر) دنیا کے کم و بیش 200 ممالک میں اس کا پیغام پہنچ چکا ہے۔ اس دینی کام کو منظم کرنے کے لئے تقریباً 80 سے زیادہ مجالس قائم ہیں، انہی میں سے ایک "مجلسِ مزاراتِ اولیا" بھی ہے جو دیگر دینی کاموں کے ساتھ ساتھ درج ذیل خدمات انجام دے رہی ہے۔

1. یہ مجلس اولیائے کرام کے راستے پر چلتے ہوئے مزاراتِ مبارکہ پر حاضر ہونے والے اسلامی بھائیوں میں دینی کاموں کی دُھومیں مچانے کیلئے کوشاں ہے۔
2. یہ مجلس حتَّی المقدُور صاحبِ مزار کے عُرس کے موقع پر اِجتماعِ ذکر و نعت کرتی ہے۔
3. مزارات سے مُلحِقہ مساجِد میں عاشِقانِ رسول کے مَدَنی قافلے سفر کرواتی اور بالخصوص عُرس کے دنوں میں مزار شریف کے اِحاطے میں سنّتوں بھرے تربیتی حلقے لگاتی ہے جن میں وُضو، غسل، تیمم، نماز اور ایصالِ ثواب کا طریقہ، مزارات پر حاضری کے آداب اور اس کا درست طریقہ نیز نبی کریم صلَّی اللہُ علَیہِ واٰلہٖ وَسلَّم کی پیاری پیاری سنّتیں سکھائی جاتی ہیں۔
4. عاشِقانِ رسول کو حسبِ موقع اچھی اچھی نیتوں مثلاً باجماعت نماز کی ادائیگی، دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماعات میں شرکت، درسِ فیضانِ سنت دینے یا سننے، صاحبِ مزار کے اِیصالِ ثواب کیلئے ہاتھوں ہاتھ مدنی قافلوں میں سفر اور روزانہ اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے ہوئے نیک اعمال کا رسالہ پُر کر کے

ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو اپنے ذمہ دار کو جمع کروانے کی ترغیب دی جاتی ہے۔

5. ''مجلسِ مزاراتِ اولیا'' ایامِ عُرس میں صاحبِ مزار کی خدمت میں ڈھیروں ڈھیر ایصالِ ثواب کا تحفہ بھی پیش کرتی ہے اور صاحبِ مزار بزرگ کے سَجادہ نشین، خُلَفا اور مَزارات کے مُتَوَلّی صاحبان سے وقتاً فوقتاً ملاقات کرکے اِنہیں دعوتِ اسلامی کی خدمات، جامعاتُ المدینہ و مدارِسُ المدینہ اور بیرونِ ملک میں ہونے والے دینی کاموں سے آگاہ رکھتی ہے۔

6. مَزارات پر حاضری دینے والے اسلامی بھائیوں کو شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی عطا کردہ نیکی کی دعوت بھی پیش کی جاتی ہے۔

اللہ پاک ہمیں تاحیات اولیائے کرام کا ادب کرتے ہوئے ان کے دَر سے فیض پانے کی توفیق عطا فرمائے اور ان مبارک ہستیوں کے صدقے دعوتِ اسلامی کو مزید ترقیاں عطا فرمائے۔ اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللہُ علٰی مُحَمَّد

ماخذومراجع

نمبر شمار	نام کتاب	مطبوعہ
1	کنزالایمان	مکتبۃ المدینہ، کراچی
2	صحیح بخاری	دارالکتب العلمیہ بیروت ١٤١٩ھ
3	صحیح مسلم	دارالکتاب العربی، بیروت

4	صحیح ابن خزیمہ	المکتب الاسلامی بیروت ۱۴۰۰ھ
5	شعب الایمان	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۱ھ
6	مرقاۃ المفاتیح	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
7	حلیۃ الاولیاء	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ
8	القول البدیع	مؤسسۃ الریان بیروت ۱۴۲۲ھ
9	مکتوباتِ امامِ ربانی	کوئٹہ
10	فتاویٰ رضویہ	رضا فاؤنڈیشن لاہور
11	خزینہ معرفت	پروگریسو بکس لاہور
12	الرحیق العرفان	ادارۂ تصوف، سرگودھا
13	حدیثِ دلبراں	مونگا برادران شرقپور، شیخوپورہ
14	تذکرہ اکابرِ اہلسنت	فرید بک اسٹال، لاہور
15	منبع انوار	نورِ اسلام، شرقپور
16	سیرت حضرت میاں شیرِ محمد شرقپوری	اکبر بک سیلرز لاہور
17	تذکرہ حضرت شیر ربانی شرقپوری اور ان کے خلفاء	اکبر بک سیلرز لاہور
18	انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام	عبد اللہ اکیڈمی، لاہور
19	چشمہ فیض شیر ربانی	کرماں والا بک شاپ، لاہور
20	آدابِ مرشدِ کامل	مکتبۃ المدینہ، کراچی
21	انشراح الصدور بتذکرۃ النور	عماد پرنٹرز، گجرات
22	معدنِ کرم	طیبی پبلی کیشنز، لاہور
23	تذکرہ خانوادہ حضرت ایشاں	ادارہ تعلیماتِ نقشبندیہ،

فہرست

پریشانیوں میں کفایت کرنے والا عمل

رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”جس نے صبح وشام سات سات مرتبہ یہ کلمات پڑھے ”حَسْبِیَ اللہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ“ اللہ پاک اس کی تمام حقیقی اور خیالی پریشانیوں میں کفایت کریگا۔“ (ابوداود، کتاب الادب، باب مایقول اذا اصبح وامسی، 416/4، حدیث:5081)

سب سے زیادہ فضیلت والا عمل

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں: رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جو صبح وشام 100 مرتبہ ”سُبْحٰنَ اللہِ وَ بِحَمْدِہٖ“ پڑھ لیا کرے قیامت کے دن کوئی اس سے زیادہ فضیلت والا عمل نہیں لائے گا سوائے اس کے جس نے اس کی مثل پڑھا ہو یا اس سے زیادہ۔

(مسلم، کتاب الذکر والدعا۔۔۔الخ، باب فضل التھلیل والتسبیح۔۔۔الخ، ص1109، حدیث:6843)

صَلٰوۃُ التَّوبَہ

ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”جب کوئی بندہ گناہ کرے پھر وضو کر کے نماز پڑھے پھر استغفار کرے، اللہ پاک اس کے گناہ بخش دے گا“

(ترمذی، کتاب الصلوۃ، باب ماجاء فی الصلاۃ عند التوبہ، 414/1، حدیث:406)

فرمانِ شیرِ ربّانی

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انسان کے تمام اقوال، افعال اور احوال نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شریعت کے مطابق ہونے چاہئیں، خلافِ سنّت کام کرنے والے سے حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو تکلیف پہنچتی ہے اور جو آپ کو تکلیف دے گا وہ دونوں جہاں میں ذلیل و خوار ہوگا۔

(الرحیق العرفان، ص392 تا 393 ملتقطاً)

978-969-722-521-7
01013403
فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی کراچی
UAN +92 21 111 25 26 92 0313-1139278
www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net